

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَاقِي بَقْدَرِي زلفسان مُدِ اسْت
پَر دُونانوس دینِ رُسطی اسْت

دِ لَکَ لَکَ لَکَ لَکَ لَکَ لَکَ

العاقب

جمادی الاول ۱۴۳۰ھ
مئی ۲۰۰۹ء

خادم حسین صوفی



اکابر

ملک عزیزِ زراخوں کے تصرف میں

دہشت گردی کے خوفناک سائے سرحدِ بلوچستان اور قبائلی علاقوں سے ہوتے ہوئے اسلام آباد اور پنجاب میں داخل ہو گئے ہیں۔ دہشت گردی کے پھیلنے ہوئے اس لائقِ تنبیہ سلسلے میں شدت پسندوں کا بنیادی ہتھیار 'خودکش حملے' ہیں۔ یوں تو خودکش حملوں کا سلسلہ 2002ء میں شروع ہوا لیکن جولائی 2007ء کے لال مسجد آپریشن کے بعد خودکش حملوں میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایک مختصراً اندازے کے مطابق 2002ء سے اب تک تقریباً 154 خودکش حملے ہو چکے ہیں اور ان میں 859 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

ایک طرف عوام خودکش حملوں سے پریشان ہے تو دوسری طرف امریکہ نے بے دریغ ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ امریکی ڈرون حملوں کا ہدف پہلے قبائلی علاقے تھے اور اب ان حملوں کا سلسلہ چترال اور بلوچستان تک پھیلانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اب تک تقریباً 60 ڈرون حملے 700 سے زائد پاکستانی نگل چکے ہیں۔

بلوچستان میں ڈرون حملوں کی جسمی اور ماہودہ حالات انتہائی سنگین مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں۔ امریکہ بھارت افغانستان اور اسرائیل کی مدد سے انتہائی شرمناک منصوبے کی تکمیل میں

فہرست

3	6	10
اکابر	مفت محمد رفیع رحمانی - سیدتی	بشیر محمد سالارک - سیدتی
سیر	علامہ حافظ حامد حسین رشیدی	نکولہ الامان!
11	18	22
اسلام میں عورت کا مقام	سوات	آج کے ابو جہل
حاجہ ابرارہم شرف قادری	محمد وحید نور	الضاحی
25	20	30
اسلام خواتین کے	ماں کے نام	حسین احمد مدنی
حقائق کا ماحول	عبداللہ	تحریک پاکستان
بنت یکم	حامد میر	
40	61	64
مرزا قاضی	دارالافتاء	بزم اطفال
رشید گناوی کا موصاف	انجمن اہل علم و دانش بریلی	مدیر
حاشیہ نمائندہ قادری		

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اطلاق ضروری نہیں۔

ب۔ اس پاک منصوبے کے تحت پاکستان کو 1971ء جیسے حالات سے دو چار کر کے پاکستان سے الگ کر کے افغانستان سے الحاق کر دینا اور جو حق حیثیت دلوانا ہے۔

اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ہمیشہ ایک نئی بنائی کہانی میسر رہتی ہے۔ افغانستان کی سب خون مارنا ہوا تیل اور معدنی ذخائر سے بھر پور عراق پر قبضہ کرنا اور ایک رام کہانی لے بیڑی دراز میں موجود ہوتی ہے۔

امریکی کہانی کے مطابق امریکہ کو بلوچستان میں ملا عمر اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کے بعد امریکہ کا نگار ٹارگٹ بلوچستان ہے۔ اس امریکی کہانی کا یکس منظر تقریباً اسی طرح ملے گا کہ امریکی جاسوسوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ امریکہ کو عراق کی طرح بلوچستان میں ملا عمر سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اصل ہدف بلوچستان کے سونے، تانبے اور دیگر قیمتی معدنیات کے وافر ذخائر ہیں۔

بلوچستان سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ بلوچستان میں معدنیات کا اندازہ اس کا کیا جاسکتا ہے کہ اس کے صرف ایک ضلع چاغی کے علاقے ”ریکوڈیک“ میں دنیا کے سب سے بڑے اور تانبے کے ذخائر ہیں جن کی مالیت کا اندازہ تقریباً 60 ارب ڈالر ہے۔ 11 مئی 2000ء کے صرف امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ان ذخائر کا بڑا حصہ سونا نکالنے والی ”دی نیو نیٹ“ پیرک گولڈ“ نے خرید لیا ہے۔

پاکستان میں شورش برپا کرنے کے لیے ایک طرف امریکی ایجنٹ کارفرما ہیں تو دوسری طرف 1999ء میں قائم ہونے والی پاکستان دشمن بھارتی خفیہ ایجنسی ”را“ (RAW) پوری طرح متحرک فاطمی طاقتوں میں نام نہاد طالبان اور بلوچستان میں ناراض بلوچ پاکستان دشمنوں کا خاص ہتھیار اور ملک دشمن عناصر انہیں اپنے مفادات کی جھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

ایک شہر ملاور پر اس پاکستان کسی طرح بھی امریکہ اور یہودیوں نے غلامی میں نہیں ہے۔ ان کی پوشش ہے کہ پاکستان میں کہیں نہ کہیں دہشت گرد ہمارے ہیں۔ وہی نے خلاف

جنگ میں اسے مصروف رکھا جائے گا یا کہ مقاصد تو یہود و ہندو کے پورے ہوں اور گرد میں ہمارے فوج اور عوام کوٹے۔ امریکہ کو اس وقت اس جنگ میں سب سے زیادہ ضرورت بھی کرائے کے مسلمان فوجیوں کی ہے۔ ایسے مسلمان فوجیوں کی جو غیروں کی جنگ لڑتے ہوئے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی گردنیں کاٹیں۔

کون نہیں جانتا کہ سابق سپر پاوروں کے پیچھے ادا ہونے والے لوگ امریکہ کی نظر میں مجاہدین تھے اور انہیں اسلام بھی امریکہ کی طرف سے فراہم ہوتا ہے۔ آج وہی مجاہدین امریکہ کے سپر پاور بننے کے بعد ”دہشت گرد“ کیوں ہیں؟

حکمران اقوام متحدہ کے سفیر کی بازیابی میں اہم کردار ادا کرنے والے ”بی این پی“ کے تین رہنماؤں کے قاتلوں کو کیوں بے نقاب نہیں کر رہی؟ براہواغ بگٹی کے بھارت سے تشویش ناک حد تک بڑھتے ہوئے روابط کو کیوں بے نقاب نہیں کرتی؟ ہمیشگی حملوں کی طرز پر ہونے والے سری لنکن ٹیم پر حملے اور 30 مارچ کو ساونمنداں کے پس پشت ملک مالک دھماکرے کو بے نقاب کیوں نہیں کرتی؟ خوف اور غلامی کی ایک حد ہوتی ہے لیکن ہمارے حکمران اس حد کو عبور کرتے ہوئے مردہ حالت میں پہنچ چکے ہیں۔

پاکستانی حکمرانوں کو جان لینا چاہیے کہ اس خطے میں شاہ ایران اور شرف سے زیادہ امریکہ کا خیر خواہ کوئی نہیں رہا۔ اس خیر خواہی کے باوجود ان کو امریکہ بچا نہیں سکا اور وہ اس کی راہ بیکتار رہ گئے۔ اس لیے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران امریکی غلامی کا طوق گلے سے ہمیشہ ہمیش کے لیے اتار بیٹھیں اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو متحد کر کے عوام کے ہموار جائیں مگر نہ تاریخ میں پھر کسی اور تکیے میر صادق جیر جعفر شاہ ایران یا پرویز کا اضافہ ہو جائے گا۔



مہر کی طرف سے ثابت بن قیسؓ سے گفتگو کریں گے۔ یہ فرما کر آپؐ لوٹ گئے۔ عیسیٰؑ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ وہ خواب کیا بنا جس کا نبی کریمؐ نے فرمایا تو ابن عباسؓ نے بتایا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ایک بار میں سورہ فاتحہ کہ میں نے (اب میں) دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے دو گنگن چٹا دیئے گئے ہیں۔ میں کھرا ہوا اور مجھے وہ معلوم ہوئے۔ پھر مجھے (غیب سے) کہا گیا کہ ان کو پھونک دو۔ میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ اس کے تعبیر میں (نبی کریمؐ) نے یہ بھی کہ گفتگو سے مراد دو جہنم کے شخص ہیں۔ عیسیٰؑ علیہ السلام نے کہا ہے کہ یہ دونوں شخص اسود غنی اور مسیلہ کذاب تھے۔ اسود غنی کو وزن نہ یمن میں مار ڈالا۔

﴿نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں مدعیان نبوت﴾

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القفطی علیہ الرحمۃ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم کی ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہرہ میں کذا ابن دعیان نبوت کذا فرمایا ہے۔

عن القاسم بن محمد بن أبي بكر قال : أول ردة كانت من الأسود العنسي واسمه عهيلة بن كعب ، وكان يقال له ذوالخمار ، لأنه زعم أن الذي يائنه ذو خمار ، ومسيلمة اسمه ثمامة بن فيه ، وكان يقال له رحمان ، لأن الذي كان يائنه برعمه رحمان . وطليحة بن خويلد الأسدي كان يقال أن الذي يائنه ذوالنون . وكلهم

ظهر قبل وفاة النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد پہلے پہل جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا وہ اسود غنسی تھا۔ اس کا اصل نام عصبہ بن کعب تھا اور لوگوں میں ذوالخرا یعنی اور غنی، المشہور تھا۔ اس کے کان گدھے

کے کان سے مشابہت رکھتے تھے اس لیے دو ذرا بھی کہلاتا تھا۔ دوسرا شخص میلہ تھا۔ اس کا نام شامہ
 بن قیس تھا اور (ایام جہالت میں) خود کو رحمان کہلاتا تھا۔ اسے رحمان ہیمامہ ہونے کا دم تھا لیکن یہ
 کذاب ہیمامہ بن گیا۔ تیسرا شخص طحیہ بن خویلد الاسدی تھا۔ اس کے دعویٰ کے مطابق اس کے پاس
 دواؤں کا نامی فرشتہ تھا۔ ان تینوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی دعویٰ نبوت سے متعلق
 اپنی کذب بیانی شروع کر دی تھی۔

﴿جاری ہے﴾

غزل قطع بند

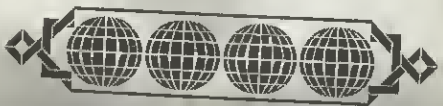
انبیاء کو بھی اجل آتی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
رُوح تو سب کی ہے زندہ ان کا
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
یہ ہے حق الہی ان کو رضا

مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
مثل سابق وقتی جسمانی ہے
جسم پُر نور بھی روحانی ہے
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

جشن صد سالہ مبارک جمعہ کنز الایمان!

علامہ محمد عابدی مدظلہ العالی

سو برس ہے جہاں میں ترا جاری فیضان
ہم قرآن کے تراجم میں ہے اپنا حیرا
تجھ کو دیکھے سے ہوا کرتی ہیں روشن آنکھیں
ہے سلاست بھی روانی بھی عبارت میں جری
ہیں فصاحت کے بافت کے تجھنے جس میں
تیری تحریر کے اسلوب میں ہیں رنگ ایسے
جو تقابیر ہیں راج تو ہے ان سب کا پھڑ
تجھ کو آداب مراتب کا ہے پاس اور لحاظ
تجھ میں ہیں عین جمالیات کے حدائق کے پھول
تجھ کو ماسوس رسالت کا حفاظ پاکر



اسلام میں عورت کا مقام

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوقات میں سے انسان سرپرست ہے۔ زمین کی تمام چیزیں اسی کے لیے پیدا کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وخلق لکم ما فی الارض جمیعاً﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے ہی پیدا کی ہیں۔

اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی ہٹا کا اتنا زبردست انتظام کیا ہے کہ بے شمار جنگوں اور حادثوں کے باوجود زمین کی سطح پر اب بھی تقریباً پانچ ارب انسان بس رہے ہیں۔

انسانی زندگی کے لیے مرد اور عورت دو بیہود کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام نے جہاں مرد کو بہت سی عزتیں اور سرفرازیاں عطا کی ہیں وہیں عورت کو بھی بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا ہے۔ آئندہ طور میں ہم ان عظمتوں کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتے ہیں جو اسلام نے عورت کو عطا کی ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے؟

قدیم یورپ بلکہ دنیا میں عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ قدیم علماء اور فلاسفہ اس قسم کی بحثوں میں ذہنی توانائیاں صرف کرتے رہے کہ کیا عورت میں بھی روح ہوتی ہے؟ اگر اس میں روح ہوتی ہے تو وہ انسانی روح ہے یا حیوانی؟ اگر انسانی روح ہے تو مرد کے مقابلے میں اس کا صحیح معاشرتی مقام کیا ہے؟ کیا عورت پیدا انکی طور پر ہی مرد کی غلام ہے یا اس کا مقام غلام سے کچھ اونچا ہے؟

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے انسانو! اپنے جس ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی شریک حیات بنائی اور ان دونوں کو ایک اور بہت سی برکتیں پیدا کیں۔ ۱۔
عورت کا یہ کتاب بڑا اعزاز ہے کہ اسے انسانیت کی مہارت سے بہت سی ایسی ستون قرار دیا گیا ہے اور اسے جان و مال عزت و آبرو اور مال و جائیداد اور فوق مراد عطا کیے ہیں۔ لہذا یہ لہذا کی طرح بھی سمجھ نہیں کر دوںوں میں کئی مساوات ہے۔

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا خاتمہ۔

اسلام کی آمد سے پہلے لڑکی کی پیدائش کو اتنا برا سمجھا جاتا تھا کہ لڑکی باپ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا تھا قرآن پاک میں ہے کہ "جب ان میں سے کسی ایک لڑکی کی پیدائش کی اطلاع دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ (مارے شرم کے) سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ جملہ کھن جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اپنی کو برا جاننے کی وجہ سے جس کی اسے اطلاع دی جاتی ہے (اور وہ سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رکھ لو یا زمین میں گاڑ دوں۔ ۲۔
بہت سے بد بخت تو ایسے تھے جو گڑھا کھود کر زندہ بچیوں کو اس میں دو با دیتے تھے۔ قرآن پاک میں ہے "اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی؟ ۳۔
یہ تو اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کیا اور بچی کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا۔ ایک خادمہ بڑی خوش خوش جاری تھی۔ کسی نے پوچھا بڑی خوش ہو کہاں جاری ہو؟ اس نے بتایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے اس کی اطلاع دینے جاری ہوں۔ پوچھنے والے نے دوبارہ سوال کیا کہ اتنی بُری خبر لے کر جاری ہو تو خوش کس بات کی؟ اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہلے بھی بچی پیدا ہوئی تھی تو انہوں نے اس وقت بھی خوش منائی تھی۔

فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر سے خط لکھا کہ دریائے نیل کا پانی خطرناک حد تک کم ہو جاتا ہے اور اس کا علاج یہ کیا جاتا ہے کہ ایک دوشیزہ کو راستہ و پیر راستہ کر کے دو یا کم سپرد کر دیا جاتا ہے تب اس کا پانی معمول کی سطح تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سختی کے ساتھ اس خالفا ندرم سے منع کیا اور ایک پرچہ دریا کے نام لکھ کر دیا "وہ دریا میں ڈال دیا گیا تو راتوں رات اس بیکے پانی میں سولہ ہاتھ کا اضافہ ہو گیا اور اس کے بعد وہ دریا کبھی خشک نہیں ہوا۔

عصمت فروشی کی ممانعت

اسلام سے پہلے عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی اس کی حیثیت صرف اتنی تھی کہ اس کے ذریعے حیوانی خواہشات پوری کی جائیں اور چند سکے اس کے دامن میں ڈال دیے جائیں۔ ایسی صورتوں میں رشتوں کا تقدس کیسے قائم ہو سکتا تھا اور خاندانی نظام کیسے برقرار رہ سکتا تھا؟ وہی صورت آج یورپ کے ماور پڑاؤ معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے پیغام دیا "اے محبوب! فرمادیجئے کہ میرے رب نے کھلی اور خفیہ بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے"۔ ۱۔
صرف یہی نہیں بلکہ زنا کاری پر شدید سزائیں مقرر کیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود شرق میں مغرب یعنی بے حیائی نہیں ہے۔ ماں باپ پورے ہو جائیں تو یورپ کے لوگ انہیں "اولد ہاؤس" میں جا کر جمع کر دیتے ہیں تاکہ ہمارے رنگ میں بھگ نہ ڈالیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "ماں باپ تیرے لیے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی" یعنی ان کی خدمت کر کے تم جنت حاصل کر سکتے ہو اور انہیں ناراض کر دے تو دوزخ کا ایذا دین بنو گے۔

ساتھ تھی تو میں نے آپ کے ساتھ دو لڑکیاں اور ایک لڑکے کی بھر جیب میرا جسم کی قدر بخوبی ہو گیا تو
پھر دو لڑکیاں آپ کی امی کے ساتھ آئے تھیں آپ نے فرمایا "خدا صاحب براہ ہو گیا"۔

③ چوتھی چیز میں فی منہ حسب منظار کہہ رہے تھے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا ان کا منظار دیکھو؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور آپ
نے انہیں اپنا چہرہ دیکھا پس اس طرح کافی دور تک وہ منظار دیکھ رہی تھیں۔ (ضمیمہ ۱) ۲

ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ نتیجے آپ کو اعزاز دے گا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں اسلام تو
موتی توہین کا کر رکھا ہے وہ حقیقت حال سے بے خبر ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اسلام احاطہ
ضرورت کا پانچ صورت فکرت سے پر لگنے سے متعلق نہیں کرتا۔ ہاں اسلام یہ کہتا ہے کہ یہی کرنا اپنے
جسم حسن کو فحاش کر دے اور جاہلیت کے طریقے پر مست لگا دے۔ ۳

فولز لفر و حولا (لکھنؤ) رحمہ اللہ رب العالیین



انعامی مقابلہ

① علی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی کتب میں تمام انعامی تصنیف میں شہرت کے بدلے
سے 120 احادیث اور اس کے سکر پر 30 مضامین سے نوازا کہ تمام امت کو فرمایا ہے

② جو بقول خدا رسولان رسالت غازی عالم الدین شیعہ کی نوازا جتنا وہ کس عاشق رسول ﷺ نے پڑھا

جو درست جملات دے دے گا اُسے خوش نشیں کا نوازا اور اگر غریبی

جو غلط بات کہے گا اسے صرف ہفت سو روپے 4370406 0321

۲۸۸ بخاری شریف میں

۱ مشکوٰۃ شریف میں ۲۸۸

اس کی بدلت ختم ہونے والی ہوتی تو اس سے منع کر لیتا اور یہ مسلمان گنت طلاقوں تک
سماں اسلام نے اعلان کر دیا کہ وہ طلاقوں کے بعد تو رجوع ہو سکتا ہے تیسری دفعہ طلاق دے

بدتر بخوش ہو سکتا۔

ان میں شوہر کے نفرت ہو جانے کے بعد اس کے اور اثبات کی ضرورت کے حق و باطل تھے۔
اس سے کوئی چاہتا تو اس سے نکاح کر لیتا، چاہتا تو کسی دوسرے سے نکاح کر دیتا اور اگر چاہتا تو
وفاقیہ نہ کرتا یعنی وہ شوہر کے واثقوں کے تمام کردہ پر ہوتی تھی۔ خواہے یا اسے کرے تھے اور اس
وفاقیہ نہ کرتی تھیں۔

اسلام نے صاف اعلان کر دیا کہ تہار سے لیے طلاق نہیں ہے کہ تم بڑی عورتوں کے واثق

تین جگہ۔ ۴

اسلام سے پہلے یہ بھی روانہ تھا کہ باپ کے نفرت ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا بیٹیاں
نے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تہار سے باپ دلائے جن عورتوں سے نکاح کیا ہے
ان کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ ۵

ذیل میں جتنا مادہ عدت مبارکہ درج کی جاتی ہیں جن سے بیوی کے ساتھ حسن مولک کا حق ملتا ہے۔

① حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاق تھیں، وہ دلی گھمن میں نے
اور وہ کیا کہجہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ کل اتارے کی شخص نے اسے گھر سے باہر لگنے سے منع کیا۔ اس نے
باغداد و رسالت میں حاضر ہو کر مسئلہ پر چھاپا تو آپ نے فرمایا "تم میں اس کا حق نہیں ہو۔ اس طرح ہو سکتا

ہے کہ تم کچھ عرصہ دو، دو کو اس دیکھو کا کمر"۔ ۶

② حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سر میں رسول اللہ ﷺ کے

۱ سورۃ النساء ۳۳، ۲ بخاری شریف میں ۲۵۸

۳ سورۃ طہ ۲۳، ۴ سورۃ طہ ۲۳، ۵ سورۃ طہ ۲۳، ۶ سورۃ طہ ۲۳

علاقوں میں خوشحال پکاروں جن میں نے شادی آبادی کی زندگی بھری کر دی اور اس خوشحالی سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے بغیر ضرور گئے۔ چنانچہ اس خوشحالی و ماحول اور انصاف کی تاثیر سے فراموشی نہ ہوتی لوگوں کو ایک سو پچاس سال کا نظام عدل کے افاز کے مطالعہ پر مجبور کیا اور بالآخر عوام کا یہ مطالعہ موجودہ دور کو درست میں پورا ہوا۔

اس نظام عدل کے افاز کے مرکزی کردار میں دو بڑی کھلی کھری سے قتل کر رکھے والے صوفی فخر محی خاں قیام۔ 1980ء کی دہائی میں صوفی فخر جماعت سامانی کے سرگرم رہبر اور سابقہ ناگوار کلاں ایکٹو میچل۔ صوفی فخر نے 1994ء میں سوات میں ”تحریک فساد خیریت ہمدانی“ کی بنیاد رکھی اور صوفی علاقے کا جو محلی سطح بقادت کی۔ اس کے بعد افغانستان پر حملے کے بعد صوفی محمد اسحاق پڑتھو سہیت افغانستان گئے اور اسی پر پڑے گئے اور مئی 2008ء میں 7 سال بعد رہا ہوئے۔ یاد رہے صوفی فخر کی ستمبر 12 جنوری 2002ء کو حکومت پاکستان نے پابندی عائد کر دی تھی۔

16 نومبر 2009ء کو ایک اس معاملہ وہ عوام جس میں نتیجے میں اس معاملہ جتنا اوار اس کے بدلے میں صوبائی حکومت نے نظام عدل ریگولیشن نافذ کیا تھا۔ جہاں کن حد تک سوات میں اس معاملہ سے کے بعد اس معاملہ اور صوفی حکومت کے شدید رد و پوزیٹو اس کی 13 اپریل کو یہ سوردہ پاس کرنا پڑا اور صدر کے دستخط کے بعد عملی طور پر نافذ ہو گیا ہے۔

اس معاملہ سے کہتے ہیں کہ اس کے اصلاح سوات بونیز و ڈیٹا کنڈر وڈیٹو اور ضلع جہاں سمیت زائرہ وڈیٹو کے سطح جہاں میں شرعی عدالت قائم ہوئی اور اس کے لیے سوات میں مرکزی سطح پر پہلے کو حکومت ریگولیشن نافذ کر کے ”قائم کی جائے گی جس کی سربراہی خود صوفی فخر کریں گے۔“ خاص بنیاد پر آراء و منت اور امتداد و قیاس کو مد نظر رکھ کر گئے۔

دوران نظام عدل میں پھر خوشحال احمد اور مدام صوفی فخر قیام ہیں جن میں سوات کی بات یہ ہے کہ ان مدالوں کی اپنی قانونی حیثیت یہ کہ اب وہی ان میں شرعی عدالوں کے چیف جسٹس (قائم نظام) صوفی فخر کی

سوات میں نظام عدل کا افاز

محمد وحید نور

14 اگست 1947ء کو دنیا کا نقشہ پر جو ملک ”پاکستان“ کے نام سے معرض وجود میں آیا اس میں بلال خاں گھگھی کی ریاستیں سوات جہاں اور دریشی شامل نہیں تھیں۔ 1968ء میں انیس خاں کے ”دشمنان ہستون“ کا الحاق پاکستان سے ہوا۔ الحاق کے قبل ان ریاستوں میں معاشرتی متنازعہ مسائل کی شرعی قانون کے تناظر میں حل کیا جاتا تھا جس کے فرائض شرعی قانون کی عین نگری کے ہائے گئے قانون نے ملی۔

اس اگر برائی قانونی نظام کا ختم اس وقت منظر عام پر آیا جب سوات اور دیگر علاقوں کے عوام کے چوڑے چھوڑے مسائل کو حل کرنے میں ذرا دشمنوں سے کھڑے کر سالیں میں ہوئے تھے۔ سوات عدالوں سے پیش کرنا مدام بائگورٹ سے پہلے کوٹ تک کے پکڑوں سے عوام اس قدر متاثر ہو گئے تھے کہ انہوں نے دوبارہ اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کر دیا۔ ریح صدیقی کا ”اگر بری نظام قانون کے افاز کے تجربے میں نامی کے بعد سوات کی گولی کے پر زور مطالعہ پر نئے سوردہ کی صوفی حکومت نے 1994ء میں انفرادی شریعت اور صوبائی حکومت 1999ء میں ”نظام عدل ریگولیشن“ پیش کیا گیا۔ ان دونوں ادارہ میں نظام عدل مرکزی حکومت کی نظریاتی عمل کرنا کارروایاں میں چلی ہوئی ہے۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد کی طرف اس کے بعد خاں احمد اور قاضی علاقوں کو اہمیت دینا پڑا۔ اس کے ایک منظم رہائش کے قیام کا ایک ”امدادی“ کے مدد دینا۔

اپنی ملکی، ملکی اور لائق سوچ و فکر کیا ہے؟ اسلامی نظام عدل سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لیکن کیا سوات اور دیگر علاقوں کی یہ فوری انتہہ عدالتیں شریعت اسلامی کو نظر نگہیں کی یا ایک مخصوص طبقہ فکر کی فہمائیدہ و دیگران ہوں گی؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیے اور یہ جاننا ذاتی ہے کہ صوفی پٹھانوں کے تمام ساتھیوں اور ان کے مقرر کردہ ججوں (قاضیوں) کو ان کے اپنے مسلک کے کن کن عقیدوں کو کرام کی حمایت حاصل ہے تاکہ ہمیں کم از کم اتنا علم ہو کہ قاضی صاحب خود بھی صاحب علم و فضل ہیں یا نہیں ان کا کیا ہے۔

حکومت کی نیت صاف ہے تو کم از کم شریعت اسلامی اور اسلامی قوانین کا مذاق نہ بنوایا جائے اور قاضیوں کے منصب پر بلا تفریق مسلک اہل لوگوں کو ہی نافذ کیا جائے مگر نہ یہ اسلام کی ترہائی نہیں بلکہ آپ کے حلقہ احباب کی فکر و سوچ کی ترہائی ہوگی جس کی مخالف پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

پاکستانی عوام کو بھی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلامی نظام حیات زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے لہذا نظام عدل کا نفاذ کرنے والے اگر کسی غلط فہمی یا سازش کا شکار ہو گئے تو یہ کی قیامت تک باقی رہنے والے دین میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اس کے نفاذ میں کوتاہی کرنے والوں کی کمی ہوگی۔

امن معاہدے کے بعد اور نظام عدل کے نفاذ میں ایک تباہی ظلم چلائی گئی۔ اس تباہی ظلم کی آڑ میں اسلام دشمن قوتوں نے جی بھر کر اپنے خبیث اہل کا مظاہرہ کیا۔ اس ظلم کو الیکٹرک میڈیا پر چلانے کی ہمتی کہ ہر طرف سے عطا ہو رہی ہے اور یہ واقعہ حقیقت کا چھپنے کی بجائے اس ظلم کی آڑ میں شریعت اسلامیہ کے قوانین کا ذہنی ادا بنانے لگا۔ اس واقعہ کو لے کر اسلام دشمن قوتیں حدود اللہ کے خلاف صف آراء ہو گئیں۔

ہمیں انسانی حقوق کی تنظیموں اور این جی او (N.G.O.S) سے بہانہ ہے کہ وہ نہیں کیونکہ ان میں سے اکثر اچھے آدمی نہ ہیں بلکہ وہ دوری دوری کے آدمی ہیں۔ ان کے

بہال کرنے والے اور مذاق کی حد تک اس کی تحقیق کرنے والے نہ جانے کیوں مفتی و مجتہد کی کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شرعی معاملات کی بازاری انداز میں یوں فقیر تارخ اسلام میں کم ہی ملتی ہے۔

اس وقت ہر شخص شرعی مسئلے میں رائے دینا اپنا پدہ کی حق سمجھتا ہے اور اپنی پسند و ناپسند کی بنیاد پر شرعی معاملات کی تخریج کرتا ہے۔ یہ جہلاء و مرکب یوں بلڈ گول کی تعمیر، ریل گاڑی، جہاز کے ذمہ دار اور برہمنوں کی تعمیر پر اعتراض کیوں نہیں کرتے؟ اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ یہ تمام امور ان کی فیلڈ سے قلعن نہیں رکھتے۔ ان امور پر تو کوئی مہاجر الجھنیز یا ڈاکٹر ہی رائے دے سکتا ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ شرعی معاملات میں یہ قاعدہ کیوں نہیں اپنایا جاتا؟

عیسائیت میں جس طرح مارٹن لوتھر اصلاح عیسائیت کا علم لیے کھڑا ہوا تھا اسی طرح اسلام میں بھی لندن میں گوجر انوائلڈ اور لاہور کے کچھ خروماغ (الطاف راشدی خاں دی و غیرہ) اصلاح اسلام کا بیڑا اٹھانا چاہتے ہیں۔ ہماری ان نام نہاد اعلیٰ دماغوں کو درخواست ہے کہ وہ اصلاح اسلام کا پیچھا چھوڑیں اور اپنی شخصی اصلاح فرمائیں۔ پاکستانی عوام پر ان کا یہ احسان عظیم ہوگا۔

جس وقت میڈیا میں اسلامی قوانین کے خلاف ہجکامہ برپا تھا اس وقت سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس حسن قدم اٹھاتے ہوئے اس واقعہ کو فوری ایکشن لیا اور تحقیقات کا حکم دیا۔ مقررہ تاریخ پر نہ تو وہ لڑکی پیش کی جاسکی اور نہ ہی اس کا شوہر لایا جاسکا۔ قابل غور یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں اس ظلم کو ایٹھوڑنے والے لایا یا اور این جی او سوالات کا جواب دینے سے ہی قاصر رہے۔ اے این پی (A.N.P) کے رہنما زید خان نے اس واقعہ کے متعلق بتایا کہ 15 روز قبل ایک این جی او نے معاہدہ ختم کرنے کی خاطر دباؤ والا امر صوبائی حکومت کی طرف سے خواتین کی توجہ کے ثبوت مانگئے پر خاموشی اختیار کر لی گئی اور 15 روز بعد اس این جی او نے سازش کے تحت یہ ظلم الیکٹرک میڈیا کے حوالے کی۔ لہذا اب سپریم کورٹ کے اس خوش آئند قدم اور صوبائی حکومت کے رہنما کے بیان کے



بعد اس تنازعہ ظلم کی حقیقت سب پر عیاں ہو گئی ہے۔

آج کے ابو جاحل

انصار عباسی

دعوت میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی دیکھ بھری کر کے غیر مرنی طاقتوں کی مانتی اور من کے قیام کے خلاف ایک ایسی تحریک کا آغاز کر دیا گیا جس نے افریقہ کی جیلوں کی کوشش کے علاوہ مسلمانوں کے عقیدے کو نشانہ بنایا گیا۔ اطلاع ہے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا کب ہوا کس کے حکم پر ہوا کس جرم کی پاوش کیا۔ پھر میں ایسے شور برپا ہو گیا۔ اب تک لڑکی کے جرم کے بارے میں کچھ لکھا جا رہا ہے کہ یہ واقعہ چار ماہ سے ایک سال پہلے وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعے میں کوئی شخص لیکن تنہی کا نشانہ 26 جنوری

ماہانہ بیان اور غیر انسانی قرار
میں تو اس کا بیخود ہے حکومت
مقابلہ تین اقدام پہنچا کر اس
نہیں کر رہا حکومت عظمیٰ میڈیا اور
سپا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کی

دعوت میں جنوری 26 کو ہونے والے امن معاہدہ

کو سہارا دینا اور کوئی بیرونی سازش کا نتیجہ نہیں۔ نظام عدل سے پہلے سوات میں جنگل کا قانون تھا اور حکومت کی کوئی رٹ نہیں تھی۔ ایسے حالات میں کچھ افراد کے متنازعہ عمل کی بنیاد پر امن معاہدے کو کیسے تنقید کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔ اسلام میں شریعتی قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاست کی ہوتی ہے اور لوگوں کو یہ کھلی چھٹی نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی مرضی کی شریعت نافذ کریں۔

ایسے گمراہ جابلوں کے لیے جو اللہ کے قانون کے بارے میں یاد گوئی کرتے ہیں ان کی اطلاع کے لیے سورۃ النور کی پہلی دو آیتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں کھلی روشن اور واضح آیات نازل کی ہیں تاکہ تم انہیں یاد رکھو۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد ان دونوں کو سو گڑے مارو اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے تو اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر کوئی ترس نہیں آتا چاہیے اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت سامنے موجود رہے۔“ اسی سورۃ کی آیت نمبر 4 کا ترجمہ یوں ہے کہ ”جو لوگ کاپہلے عورتوں پر الزام لگائیں پھر چار گواہ نہ پائیں تو انہیں اسی اسی دن سے لگاؤ اور آئندہ کے لیے ایسے الزام لگانے والوں کی شہادت ہرگز قبول نہ کرنا کیونکہ یہ برے لوگ ہوتے ہیں۔ ان آیات کو پڑھنے سے سب معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔ نہایت ہی عام فہم اور سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے جرم پر حد نافذ کی اور ساتھ ہی شرائط بیان کر دیں۔ قرآن میں ایک جگہ شادی شدہ مرد اور عورت کے بدکاری کرنے پر جہم (یعنی سنگسار) کی حد نافذ کی گئی ہے۔ مغرب سے مغلوب طبقہ کے لیے یہ سزائیں فیوض باللہ و حیثیت ہو سکتی ہیں مگر اسلام میں Outside marriage یعنی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر غیر قانونی اور غیر اسلامی جنسی تعلقات پر ایسی سزائیں نہ رکھی جائیں تو مغرب کی طرح ہمارا معاشرہ بھی جانوروں کا معاشرہ بن کر رہ جائے گا۔ دین میں لوگوں کو اس جرم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو سزا ملنے پر رحم اور ترس کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ ہر عام سزا دینے کا مقصد اس طرح کے جرائم کی روک

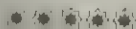
ہم نے دیکھا کہ جب بھی اور جہاں بھی شریعت کا نفاذ ہوا اسلامی سزاؤں کی وجہ سے جرائم کی کمی آئی۔

لی مان والا یہ لیے سوچ سکتا ہے کہ 70 ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسا ہی سزا نہیں تجویز کر سکتا ہے۔ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ اسلامی ممالک میں قاتل اور آدمی میں ملوث کرداروں کا سرعام سر قلم کیا جاتا ہے تو دنیا اس طرح کیوں نہیں چنچتی کہ ہم یہ معاملہ پرچینا جاتا ہے؟

ہاں، NGO اداروں کی لالچ میں 'غربی ایجنڈے' کی چوری کرتی ہیں۔ اسلام اور یہ منافق پروپیگنڈہ کے لیے ان NGO کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان ایجنڈوں میں قیام امن کے لیے کئے گئے نظام عدل کے خلاف امریکہ اور مغرب کے ایجنڈوں کی طرف سے پاکستان کے حکمرانوں پر مسلسل دباؤ ڈالا گیا تھا کہ عدلیہ، رواداری، نظام عدل ایکٹ پر دھڑلہ کریں۔

اس ملک میں مغرب پسند طبقہ رافخوہ کر کے کچھلے ایک ڈیڑھ سال میں کس بے دردی سے ہوشیار ہو گیا۔ اس میں قتل عام ہوا، سوات میں فوجی آپریشن کا ہم ہاتھ بیک حکومت کی رٹ مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اس کوئی کوتاہ کر دیا تھا اور مکمل دہشت کا قانون لگا تھا۔ ایسے میں سوات کے اسکولوں کو دوبارہ کھلوانا، حکومت کی رٹ ایک بار پھر قائم کرنا اور سوات میں امن و امان کا دھبہ لگانا، لوٹا کیوں NGO کو برا لگ رہا ہے؟ کیا یہ ایجنڈوں میں دوبارہ قتل و غارت اور تشدد پسند طالبان کی واپسی کے خواہاں ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ملی طاقتوں کا آلہ کار بن کر یہاں کچھ لوگ ملک کو خاندانہ جنگی (Civil War) کی طرف

لے جائیں۔



اسلام خواتین کے حقوق کا ضامن

بنت فضل بیگی مہر

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال بہت منظر الادب میں اسیاد اور غیرت مند مسلمان عورت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دردی
آئیے! ہم عورت کے حقوق پر بات کرتے ہیں کہ عورت کو بلند مرتبہ اور وقار کس نے عطا کیا؟
عورت کو شرافت و پاکیزگی کس نے عطا کی؟ عورت کو حقوق کس نے عطا کیے؟ عورت کے حقوق کی تکمیل کس نے کی؟

درج بالا سوالات کا جواب صرف "اسلام" ہے۔ عورت کو بلند مرتبہ و وقار شرافت و پاکیزگی اور حقوق صرف اور صرف اسلام نے عطا کیے ہیں۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو ذات کی گھائیوں سے نکال کر عزت کی راہ پر گامزن کیا۔

اسلام سے پہلے عورت کی جو اہمیت تھی۔ آئیے تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کرتے ہیں۔ اسلام سے قبل عورت کو صرف مرد کی ہوسنا کیوں کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ روم، جو اپنی ثقافت اور تمدن سے شہرہ آفاق تھا وہاں بھی عورت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ شوہر کو اپنی بیوی کو مارنے اور قتل کرنے کا اختیار تھا۔

یونان میں علم و فلسفہ کی ترقی عروہ پر پہنچ چکی تھی۔ اس کے باوجود عورت کو جائیداد و منقولہ سمجھا جاتا تھا اور دوسروں کو عمار بنا دی جاتی تھی۔

امیران میں عورت مرد کی اولیٰ خادمہ تصور کی جاتی تھی۔ اس کی تذلیل اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی تھی

کہ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

ہندوستان میں عورت شوہر کے تابع سمجھی جاتی تھی۔ یہ وہ دور تھا۔ وراثت سے محروم تھی۔ اس کے علاوہ تہی کی رسم بھی عام تھی۔

عرب میں مائیں وراثت کے طور پر تقسیم کی جاتی تھیں۔ دختر کشی کا رواج عام تھا۔ اسلام نے عورت کو عزت کا تاج پہنایا۔ وراثت میں حصہ دار بن کر اس کا حق وراثت اور اس کا ہر حق اسے دلا۔

عورتوں کے لیے سب سے بڑی امتیازی بات یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے "اور ان سے اچھا برادر کرو"۔

اگر ہم اپنے گرو و پیش پر نظر دوڑائیں تو عورت آج بھی اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہی ہے۔ ہر سال عالمی سطح پر عورت کے حقوق کا دن Women Day منایا جاتا ہے۔ ہر جگہ عورت کی ہی صدا بلند ہوتی ہے کہ اس کو حقوق نہیں مل رہے۔ کیا اسلام نے جو مہم بنائیں اور حقوق عورت کو دیے ہیں اس سے بڑھ کر بھی کوئی حقوق باقی ہیں؟ کبھی کسی نے غور کیا کہ کس طرح کے حقوق کون سے حقوق اور کیسے حقوق کا مطالبہ کیا جاتا ہے؟

آئیے ان حقوق کی طرف جو مسلمان عورت چاہتی ہے۔ آج کی نام نہاد مسلمان عورت چاہتی ہے کہ فلم کے سیٹ پر چہنچے سے اس کو نہ روکا جائے کیونکہ یہ فن کا مظاہرہ ہے۔ اسٹیج پر چہنچے سے نہ روکا جائے کیونکہ یہ ثقافت ہے۔ ٹائٹ گلیوں میں نہ چہنچے سے نہ روکا جائے کیونکہ یہ اس کی آزادی ہے۔ ہمیں عریاں لباس میں سر عام مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے سے نہ روکا جائے کہ یہ ترقی ہے اور غلط تعلیم سے نہ روکا جائے کیونکہ ہم جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

آج کی نام نہاد مسلمان عورت اور اس کے مطلوبہ حقوق اور پھر یہ حقوق مہذب معاشرے کے وجود پر جو رنگ کھینچتے ہیں وہ کسی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔

اے کاش! کوئی کہہ دے مل کر یہ باطنیاں سے

مکمل مطمئن نہیں ہیں ترتیب گلستاں سے

آپ سوچیں غور کریں کہ آج کی نام نہاد مسلمان عورت جب بن سوار کر عریاں لباس پہنے جواتا ہے اور تنگ ہو کر سانس لین دو بھر ہو جائے۔ شلوار کا ٹکڑا مردوں کیسے تو یہ ہے کہ ٹخنوں سے اوپر دیکھیں لیکن مردوں نے چھپا لیے اور عورتوں نے ٹخنوں کو کیا پنڈلی سے بھی اوپر شلوار کر لی۔ اس کے علاوہ دو بیڑ تو نظری نہیں آتا اور نظر آئے گا بھی کیسے جب ہوگا تو نظر آئے گا؟

اب اس طرح کا لباس بہن کر عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو کیا اس کا غیرت مند باپ اس کا غیرت مند بھائی اور اس کا غیرت مند شوہر کیا اس عریاں لوتھڑے کو نہیں دیکھتے جب ہر کے مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کے لیے نکلا رہی ہوتی ہے۔

جی ہاں! بالکل دیکھتے ہیں مگر کیا کریں کہ یہ سب دنیا کی محبت کے نشے میں اندھے ہو چکے ہیں اور اس عورت کو کیا پرواہ جس کو حق تو نسواں اور آزاد نسواں کی شراب نے اپنے نشے میں مست کر دیا ہے۔ اس کی مستی سے معاشرہ برائی کی جانب گامزن ہے اور یہ سچ ہے کہ اگر عورت باپردہ ہو جائے تو معاشرے سے برائی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

آج عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو سب کی مٹلی نظروں اس کا تعاقب کرتی ہیں۔ کوئی بھی اس کو اس "بہن اور بیٹی کی نظروں سے دیکھنے کو تیار نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ" بے پروائی" کو اختیار کر کے خود کو لذت کی گھائیوں میں دھکیلتا ہے۔ اگر عورت گھر سے باپردہ ہو کر نکلے تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ اسے بری نظر سے دیکھے بلکہ ہمارے معاشرے میں باپردہ عورت جب گھر سے باہر مجبوری یا ہر نکلتی ہے تو مردوں کی نگاہیں عزت و احترام سے جھک جاتی ہیں۔ باپردہ عورت کو لپٹائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس پر فقرے بازی نہیں کی جاتی۔ اس کو ستایا نہیں جاتا کیونکہ یہ حکم خداوندی ہے کہ اسے نبی ﷺ اپنی وہاں اور صاحبزادوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دے کہ اپنی چادروں کا ایک

حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آج کی مسلمان عورت اپنا حاسبہ کرے کہ وہ کس حد تک قرآن کی اس مذکورہ بالا آیت پر عمل پیرا ہے۔ مسلمان عورت نے حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا نعرہ لگا کہ خود کو بے حیائی اور بے غیرتی کے راستہ پر ڈال دیا ہے جہاں اس کی عزت کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔

اکثر اقبال کہتے ہیں کہ ”جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیمان ہوئی ہے“ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



گزشتہ شمارے کے جوابات

۱۔ امت مسلمہ کا اس پرابھاس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ اٹھالیے گئے ہیں اور قرب قیامت میں نماز فجر یا عصر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی بیار پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ جب آپ تشریف آریں گے تو شریعت عیسوی پر عمل نہیں فرمائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر بحیثیت امتی عمل پیرا ہوں گے اور وہ بارہ تشریف آریں گے بعد پہلی نماز امام مہدی کے اقتدار میں ادا فرمائیں گے۔

۲۔ امت مسلمہ کا سب سے پہلا اہتمام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر ہوا۔

۳۔ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس بریلوی کی شہرہ آفاق تعریف ”قاری مذہب عالمی حاسبہ“ کی کتاب کو تقاریبی اور زمانہ مذہب کا سنگ میل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

✽ درست جوابات دینے والے خوش نصیب ✽

✽ حافظہ قاری دارالاسلامیہ کالج، محمد صدیق دارالعلوم انجمن اہلحدیث، ضلع احمد پشاور ✽



مرمت کی آغوش میں جب تھک کے سو جاتی ہے ماں
غھر میں بچوں کی کچھ اس طرح کل جاتی ہے ماں
اوردقی ہے خود تو غرتوں کا بوسیدہ کنی
روح کے رشتوں کی گھرائیاں تو دیکھیے
جائے گئی برف سی راتوں میں ایسا بھی ہوا
اپنے پیلو میں لاکر اور طوٹے کی طرح
گھر سے جب بھی دور جاتا ہے کوئی نور نظر
کا بچی آواز سے کہتی ہے بیٹا الوداع
لاٹ کے جب بھی سفر سے گھر آتے ہیں ہم
دقت آخر ہے اگر پردیس میں نور نظر
پیار کہتے ہیں گے اور مانتا کیا چیز ہے
سال بھر میں یا کبھی نطفے میں جہنمات کو
جب کہیں جا کر سکون تھوڑا سا پا جاتی ہے ماں
نوجواں ہوتے ہوئے بھی یوڑھی نظر آتی ہے ماں
چاہتوں کا پیرہن بچوں کو پہناتی ہے ماں
چوٹ گلتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں
بچے کو چھاتی ہے پے کیلے میں سو جاتی ہے ماں
اللہ اللہ ہم کو روائی ہے ماں
ہاتھ میں قرآن لے کر در پہ آ جاتی ہے ماں
سامنا جب تک رہے ہاتھوں کو لہرائی ہے ماں
ڈال کے ہاتھیں گلے میں سر کو سہلائی ہے ماں
ابھی دونوں چھلیاں چوکھٹ ہے رکھ جاتی ہے ماں
کوئی ان بچوں سے پوچھے جن کی سر جاتی ہے ماں
زندگی بھر کا صلہ ایک فاتحہ پاتی ہے ماں



میرے دوست جب تیار ہوئے ان خداؤں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات عالی شان کا دستور اویاس وقت چہار عشق اور محبت کہاں تھی؟ چاروں چار مانا چمکے گا کہ وہ بندہ یہ شخصیت پرستی کا نام ہے نہ کہ اسلام پرستی کا اور وہ بیکہدی دین ان کے گردوں کے گرد گھومتا ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ کے گرد۔ اگر احتجاج کرنے والوں کا توڑ پھوند کرنے والوں اور کام لیکے کھوانے والوں کو ان امور کا زیادہ مشق ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے گریبان میں جھانگیں اور اپنے حلقے لپیٹ کر دیں۔ اب تہرم حامد میر کے کالوں کے منتخب حصے حاضر فرمائیں۔

﴿20 مارچ 2009ء، مخمزم حامد میر کا کالم بعنوان ”بلادل کا خیال کیجیے“ شائع ہوا اس کا اہم حصہ

ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ خاکسار آپ کو کچھ سازشوں کے بارے میں خبردار کر رہا ہے۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری سے نو فودہ جرائم پیشہ افراد بدستور سازشوں میں مصروف ہیں۔ ان سازشیں افراد کو پتہ ہے کہ اگر پرویز مشرف کا احتساب شروع ہو گیا تو پھر بہت سے پوشیدہ راز قضاوت از باہم ہوں گے اور ان سازشیں افراد نے مزید کارنامے بھی سامنے آئیں گے لہذا وہ قضاوت جمہوریت کو جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف بالکل راکو اور استیصال کرنا چاہتے ہیں۔ ان عناصر کا خیال ہے کہ قضاوت جمہوریت کے ذریعے جسٹس افتخار محمد چوہدری کو ان کے عہدے سے ہٹانے کی مہم مولانا فضل الرحمن کو شروع کرنی چاہیے کیونکہ وہ ہر قسم کے حالات کے مطابق نت نئے دلائل تراشنے کے فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

مولانا فضل الرحمن سے ہاتھ باندھ کر گزارش ہے کہ وہ خود کو اس معاملے سے دور رکھیں کیونکہ وہ پہلے ہی بہت تنازعہ سے بچ چکے ہیں۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری کو بی سی او پر حلف کا قطعہ انہیں بھلا لگتا ہے جنہوں نے خود زندگی میں کبھی کسی بی سی او کی حمایت نہ کی ہو۔ مولانا صاحب نے تو خود ستر ہوئیں ترمیم سے دے رہے ہیں ہر مشرف کے بی سی او کو آئینی تحفظ دلانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ لیکن حالات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ قوم میں اتحاد کے لیے کوشش کریں اور ایسی کسی سازش کا حصہ نہ بنیں جو اختلاف و افتراق کی پیدائش پیدا کرے۔ جب سے مولانا نے معزول ججوں کی بحالی کے لیے اہم مارچ کو دوبارہیت کا جگہ سینے کی نشانی نہ بنی ہے۔ چوں کہ مسلم جوپ رہے ہیں۔ آپ مولانا صاحب کو سخت

ترین بلکہ مذکورہ جواب دینے کے لیے ہے۔ ایک وکیل صاحب نے ان کے خلاف انتہائی قائل اعتراض نظم لکھ کر تقسیم کی ہے جس میں ذاتی طور پر مذمت کرتا ہوں۔ اختلاف رائے کا اظہار تہذیب و اخلاق کے دائرے میں رہ کر کیا جائے تو بھلا لگتا ہے لیکن مولانا صاحب نے بھی تو کچھ کہہ نہیں کیا۔

تحریک پاکستان میں بھی کچھ مولانا صاحبان نے علامہ اقبال اور قائد اعظم کے خلاف طرح طرح کے فتوے صادر کیے۔ نوبت یہاں تک آئی کہ علامہ اقبال کو بحیثیت علماء ہند۔ رہنما مولانا حسین احمد مدنی کے خلاف اشعار کہنا پڑ گئے۔ تحریک پاکستان کے ایک نامور مورخ ڈاکٹر محمد جہاگیر تنہی نے اپنی کتاب ”زوال سے اقبال تک“ میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ 1937ء کے انتخابات میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی مسلم لیگ کی حمایت کے لیے راضی تھے لیکن انہوں نے اس حمایت کے اخراجات کے لیے پچاس ہزار روپے طلب کیے۔ یہ رقم اس زمانے میں بہت زیادہ تھی۔ قائد اعظم یہ مطالبہ پورا نہ کر سکے اور مولانا صاحبان کا انگریزوں کی طرف چلے گئے کیونکہ وہاں سے ان کے مالی تقاضے پورے ہو گئے تھے۔

﴿30 مارچ 2009ء، کوشاں ہونے والے کالم ”مسئری موقع ضائع ہو گیا“ کا اہم حصہ ملاحظہ فرمائیں﴾

بچھلے کالم میں بھی اس خاکسار نے علماء کے کردار کی اہمیت پر زور دیا تھا جس پر مولانا احتزام الحق تھانوی نے کراچی سے فون کر کے مجھ سے اتفاق کیا۔ بچھلے کالم میں ڈاکٹر محمد جہاگیر تنہی کی کتاب ”زوال سے اقبال تک“ میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق ایک واقعہ کا بھی ذکر تھا جس کے متعلق کئی اصحاب نے استفسار کیا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی اور علامہ اقبال کے درمیان اختلافات کو ڈاکٹر محمد جہاگیر تنہی نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اب انہیں انصاف دینی کے حوالے سے کچھ دیگر باتیں بھی لکھ ڈالی ہیں۔ میرے ایک پرانے مہربان جناب مولانا فضل الرحمن ظلیل نے مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق مذکورہ واقعے کے ذکر پر ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ مجھے ان کے جذبہ بات کی بڑی قدر ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ علامہ اقبال جب تک زندہ

رہے انہوں نے کہا

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

وہ ہندوستانی قومیت کا نظریہ چھوڑ کر مسلم قومیت کا نظریہ اختیار کر چکے تھے جبکہ مولانا حسین احمد مدنی ایسے تھے کہ قویش اوطان سے نفی ہیں اور علامہ اقبال کا کہنا تھا کہ قویش ایمان سے نفی ہیں۔ مولانا شرف علی تھانوی 'مولانا بشیر احمد عثمانی' مولانا ظفر احمد عثمانی اور دیگر علماء کو حسین احمد مدنی سے اختلاف تھا۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد مولانا مدنی کو یہ اختلاف فراموش کر دینا چاہیے تھا لیکن ان کا جواہر اقبال 'زندہ رود' میں لکھتے ہیں کہ مولانا مدنی نے اقبال کی وفات کے بعد بھی ان پر حملے جاری رکھے۔ یہی وجہ تھی کہ اقبال کی وفات کے بعد ان کا شعری مجموعہ 'رمضان حجاز' شائع ہوا تو یہ بڑی محسوس نہ اس میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق اقبال کے تنقیدی اشعار شامل کر دیے۔ مولانا فضل الرحمن ظلیل کے احترام میں ان اشعار کو بھی یہاں نقل نہیں کرتا اور اگر میری کسی گستاخی سے انہیں بائسی اور کو تکلیف پہنچی ہوتو ان سے معذرت خواہ ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف: وہ نے والی سازشوں کا اور رک کر ہیں۔

14 اپریل 2009ء کو شائع ہونے والے کالم 'تعلیحات یامان' کے چیدہ چیدہ حصے ملاحظہ فرمائیں ﴿

تعلیحات یامان: یہ کہیے کہ ہمیں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا آزاد خیال اور لبرل انگریزی اخبار 'میڈیا سن' لہتا ہے اور دوسری طرف جمعیت علمائے اسلام جیسی مذہبی جماعت کے رہنما مولانا فضل الرحمن جیسی ہمارے خلاف منظرے کے گھڑے جاتے ہیں اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

ایسا ہوتا نہ دارنا فضل الرحمن مجھ کا چیز کے خلاف منظرے کے گھڑے کی بجائے امریکی داروں کے خلاف بولی مظارا ہوتا ہے انہیں میرے ایک کالم میں 'اورنا حسین احمد مدنی کے بارے میں ایک واقعہ سے ذکر پر بہت دقیقہ دینی اور ان کی جماعت مجھے قتل کی دھمکیاں دینے پر اتر آئی۔

کاش کہ وہ اس قسم کا رول اسلام آباد کی لال مسجد میں ہونے والے قتل عام پر بھی دکھاتے۔ اس وقت تو مولانا صاحب لندن جا بیٹھے تھے اور پیچھے لال مسجد میں قتل عام شروع ہو گیا۔ مولانا کے چند ہزار ساتھی بھی باہر آ جاتے تو قتل عام رک سکتا تھا۔

مولانا فضل الرحمن نے مولانا حسین مدنی کے صاحبزادے اسعد مدنی کو اپریل 2001ء میں پاکستان بلایا۔ انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں کشمیر کی تحریک آزادی کے خلاف باتیں کیں جس پر انہیں پھر مارے گئے۔ انہوں نے کہا تھا کہ کشمیر کی تحریک آزادی میں قربانی دینے والے شہید نہیں بلکہ صرف ہندوستان کے باغی ہیں۔ اس بیان پر تنقید میرا جرم ٹھہرا اور مولانا فضل الرحمن ناراض ہو گئے۔ افسوس کہ مولانا صاحب کو کشمیر میں شہید ہونے والوں کا مذاق اڑانے پر تکلیف نہ ہوئی لیکن مولانا حسین احمد مدنی کے صاحبزادے پر تنقید انہیں بہت بری لگی۔

میں اس بحث کو طوالت نہیں دینا چاہتا کیونکہ مولانا فضل الرحمن اپنے مہربانوں کے ذریعے اپنا جواب 'جنگ' میں شائع کروا چکے ہیں لیکن وہ یہ توقع نہ رکھیں کہ قتل کی دھمکیوں سے مجھے مرعوب کر لیں گے یہ کام تو جزیل پرویز مشرف بھی نہ کر سکا۔ مولانا کے ایک قریبی ساتھی محمد ریاض درانی نے ایک طویل خط لکھتے ہیں انہوں نے طعنہ دیا ہے کہ آپ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے پی ٹی وی پر حلف اٹھایا تھا لیکن آئین پر حلف نہیں اٹھایا آپ نے اس اصولی بات پر ناراض ہو کر لڑائی عورتوں کی طرح مولانا فضل الرحمن کے ساتھ ساتھ ان کے بزرگوں کی بھی توہین کر دی۔ درانی صاحب گزارش ہے کہ جس پی ٹی وی پر جس افتخار نے حلف اٹھایا اس پی ٹی وی کو آپ لوگوں نے ستر ہوئے ترمیم کے تحت جائز قرار دلوایا۔ اگر جسٹس افتخار مجرم ہے تو آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟

محمد ریاض درانی نے بھی ڈاکٹر جاگیر حسین کی کتاب میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق واقعے کی صحت سے انکار کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں اس واقعے کے راوی نکات کے یہ پاری اسماعیلی

نے اس کالم میں لکھا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک 1953ء میں شروع ہوئی۔ میں بھٹو صاحب نے پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو یہ ملاؤں کا ایک قومی اتفاق رائے تھا۔ میں نے کشمیر اور افغانستان کے جہاد میں ملاؤں اور مجاہد کے فرق بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ملائے جہاد کے نام پر صرف چند دصول کیا اور مجاہدین نے انہیں دے دیں۔ مجاہد کو سیاست کا شوقین نہیں ہوتا لیکن ملا اپنی سیاست کے لیے مجاہد کی قربانی کو مست کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ میں نے لکھا کہ 2002ء کے انتخابات میں عوام نے امریکہ کی دھمکیوں کو دودھ دیے کیونکہ انہوں نے کشمیر اور افغانستان کے مجاہدین کا علم اٹھا لیا تھا۔ عوام نے مجاہدین کی قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا ذریعہ بنے لیکن انہوں نے متحدہ مجلس عمل نے یہ دھمکا اقتدار حاصل کرنے کے بعد بٹار میں ایف بی آئی کو مجاہدین کے خلاف کاروائیوں کی ہمت دے دی۔

قارئین سے اتنا اس ہے کہ میرا زعمہ پانچ سال پرانا کالم ضرور پڑھ لیں۔ حق پرست علماء سے اسلئے ہے کہ اس کالم کو پڑھ کر فیصلہ کریں کہ میں نے جھوٹ لکھا یا سچ لکھا؟ میں نے اس کالم میں عرض کیا تھا کہ جمیعت علماء و اسلام اور جماعت اسلامی کی قیادت میں اختلافات پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ سب سہولت کی بعض اہم شخصیات نے امریکی دفتر خارجہ کے عہدیدار رچرڈ ہاس کو ایک خط لکھا تھا کہ میں تعاون کا یقین دلا رہا ہوں۔ لہذا "مجاہد فری" کرنے والے ملا پاکستان میں بھی پورے تین برس سے 2000ء کے انتخابات کے نتائج نے میرے کالم کو درست ثابت کیا۔ متحدہ مجلس عمل نے ٹوی 2 مولانا فضل الرحمن، پرویز امین خان میں اپنے آبائی خلع سے کیوں شکست کھا گئے؟۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف پہلا پرامیڈ بیٹن مل، ولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کیا۔ بعد ازاں ملت اور اپوزیشن نے ارکان نے ایک مشترکہ رزلوشن کی جس میں 30 ارکان کے دستخط تھے۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں نے نہ صرف انصاف اور انصاف کی آواز دی۔

انارنی جنرل بکھی بھٹیا کر کے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ کہا کہ بھٹو نے یہ کالم کسی دباؤ پر نہیں بلکہ دینی جذبے کے تحت کیا اور میری گزارش ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا صرف ملاؤں کا نہیں بلکہ ان مجاہدین کا بھی کارنامہ تھا جن کے چہرے پر دلاویزی دیکھی لیکن وہ حرمت رسول کے لیے غازی علم دین کی طرح شہادت کے لیے تیار تھے۔

میں نے علمی انداز میں ایک کتاب کا حوالہ دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حوالہ کمزور ہے تو جناب انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر پروفیسر فتح محمد ملک نے اپنی کتاب "اقبال کا فکری نظام اور پاکستان کا تصور" میں ایم اے ایچ اسفندی کی کتاب سے یہ حوالہ دوبارہ کیوں دیا؟ انہوں نے یہیں جس نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب میں صفحہ 108 پر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ "جن کے علم و تقویٰ پر مدینے کی مہر ثبت تھی ان کی بابت جو اہل علم و کمال ایک خط شائع ہو گیا کہ حسین احمد کو اتنے روپے دے چکا ہوں، اب وہ اور مانگتے ہیں۔ نہرو نے ان کے نام کے ساتھ نہ مولانا لکھنا نہ جناب نہ صاحب" یقیناً آپ اس حوالے کو بھی غلط قرار دیں گے۔ میں بھی اس غلط تسلیم کر لیتا ہوں لیکن جناب آپ بھی تسلیم کریں کہ جو اہل علم و کمال ساتھ دینا غلط تھا کیونکہ بعد ازاں اسی نہرو نے مولانا حسین احمد مدنی پر مزید روپے مانگنے کا الزام لگایا۔ پروفیسر فتح محمد ملک نے اعتراف کیا کہ 9 مارچ 1938ء کو روزنامہ احسان میں علامہ اقبال کی وضاحت شائع ہونے کے بعد مولانا حسین احمد مدنی نے خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن 23 مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور کے بعد مدنی صاحب نے "متحدہ قومیت اور اسلام" کے نام سے کتاب لکھ ڈالی اور پھر حضرت اقبال پر تنقید کی۔ اس سلسلے میں ہجرات کے بزرگ سید نور محمد قادری کی کتاب "اقبال کا آخری معرکہ" پڑھنے کے لائق ہے جس میں انہوں نے تاریخی حوالوں سے مولانا حسین احمد مدنی کی علامہ اقبال اور قائد اعظم کے متعلق گستاخوں کا ذکر کیا ہے اور جواب بھی دیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کی کتاب "معترضین اقبال" میں بھی "تفسیر" ملے جو ہے۔



فاروقی انتہابندی حنفی حیدر آبادی، "جیتہ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری حنفی بریلوی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری حنفی بریلوی، مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھی رحمہم اللہ وغیرہ اس کا ذریعہ سرپرست ہیں۔ ان کا برکے شہر دو جال مرزا کی تردید مناظرہ، مباحثہ اور مہابلی میں بسر ہو رہے تھے۔ ان عظیم شخصیات میں خاص کر دو بہت اہم حضرات تھے سید علی شاہ صاحب گجراتی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہم اللہ ایسی ہیں کہ ان کے علاوہ دو ناخداہ کی جماعت ہمیشہ تردید قادیانیت پر کمر بستہ رہی۔ لکھنؤ کے قادیانیوں نے کہا کہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام قادر بھیروی بشتی حنفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (الوفاتی ۱۹۰۸ء) نے مسجد کی پیدائش پر ایسا پتھر نصب کر دیا تھا جس پر یہ عبارت درج ہے: "باتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی دہلی رافضی، پنجابی، مرزائی، مسجد بھادیں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے۔"

فقیر غلام قادر عفی عنہ مبتلی بیگم شاہی مسجد

رد قادیانیت میں اولین فتویٰ کفر

واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنا دعوہ اپنے آپ کو اویا یا باطلہ کے مقابل ایک مناظر اور اسلام کے محافظ کے طور پر متعارف کروایا اور مسیحی پادروں اور آریساہوں سے ہلکے پھلکے مباحثے بھی کیے جن کی بہت زیادہ تشہیر کی گئی۔ اس کے بعد مرزا نے اعلان کیا کہ وہ حقانیت اسلام پر ایک بہت عظیم کتاب: "برائین احمدیہ" شائع کرنا چاہتا ہے جس میں حقانیت اسلام پر بے شمار دلائل ہوں گے۔ اسی "برائین احمدیہ" کے پہلے دو حصے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئے اور تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ تیسرے حصے میں شائع ہوتے ہی جس حد برطانت اور دوراندیش عالم دین نے سب سے پہلے اپنے نہ ریمانی سے اس فتنہ کو بھنا دیا وہ "دفاع اسلام" دہلی کی آڑ میں دعویٰ نبوت و وحی کی گرفت کی وہ غالب سے شہر قصور سے تعلق رکھنے والے عظیم عالم دین شیخ الحدیث، مفتیہ دہلی، مولانا مفتی غلام دھیر بٹاشی قریشی، دارم المصنوع انتہابندی حنفی قصوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ تین قصوری نے اس

فتنہ خبیثہ کی گرفت میں پہل فرمائی اور "تحقیقات و تنقیح" دہلی رافضیہ کے نام سے اردو رسالہ ۱۸۸۳ء میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں مرزا کی کفریہ عبارات کو جمع فرمایا کہ پنجاب کے جدید علماء سے تصدیقات حاصل کیں پھر مرزا قادیانی کو رسالہ کی نقل بھجوا کر تو بہ کا تقاضہ کیا گیا مگر ان شرعی دلائل کے مقابل مرزا قادیانی نے خاموشی اختیار کی۔ مرزا کی مسلسل خاموشی کے بعد ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء میں مولانا قصوری علیہ الرحمۃ نے "تحقیقات و تنقیح" کا ترجمہ عربی زبان میں کیا اور اس کو کولہ جہم الشباطین بود اغلو طات البواہین کے نام علما نے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا جس کے جواب میں علما نے حرمین شریفین نے اس کتاب کو اپنی تصدیقات سے نوازا۔ ان تصدیقات حرمین شریفین کے حصول میں فاتح عیسائیت حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کراچی مہاجر کی اور شیخ المشائخ حضرت مولانا ابدالغلام بھارچی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قصوری علیہ الرحمۃ کے معاون و دست راست تھے۔ یہ کتاب مرزا قادیانی کو کھٹکتی تھی جس کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اس طرح کیا: "مولوی غلام ونگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔"

خیال رہے برائین احمدیہ جلد سوم ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی تو مولانا قصوری علیہ الرحمۃ نے ۱۸۸۳ء میں اردو زبان میں اس کی پہلی گرفت فرمائی جس کی تصدیق اس وقت کے جدید حنفی علما نے اہل سنت نے فرمائی پھر آپ نے ۱۸۸۶ء میں "تحقیقات و تنقیح" کا عربی ترجمہ کر کے علما نے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کر کے ان سے تصدیقات حاصل کیں۔ جبکہ رد قادیانیت میں اولیت کے لئے دار علما نے غیر مقتدرین یعنی اہل حدیث کے شیخ اکمل میاں مذہب حسین دہلوی کو مہر ۱۸۸۸ء میں اہل میں مرزا قادیانی کا لکھا میر اہل حدیث کی صاحبزادی سے بڑھا رہے ہیں اور اس رشتہ کو قائم کرنے والے اور اس کے لئے سفارشات کرنے میں مولوی محمد حسین بٹالوی چٹوڑے اہل حدیث نے پیش پیش ہیں انہی۔ بٹالوی صاحب نے "برائین احمدیہ" کی حمایت میں اپنے ماہواری رسالہ "الحدیث والسنن" ۲۵۹

فتی احمد جان نے مولوی شاہ دین و عبد القادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صندر جنگ صاحب کے تھا بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے۔ اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر سے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا اگرچہ اہل مجلس کو سیرایمان کہنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب و درخش ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے۔ فتی احمد جان بولا کہ میں تو پہلے کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حد کرے گا۔ راقم المحروف نے مولوی عبداللہ صاحب کو جندہ ختم ہونے کے بعد کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلاتامل کسی حق میں زبان طعن کو کھلی مناسب نہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے لئے اس موقع پر سرزد کر لیا ہے خالی ازاہام نہیں۔

اس روز مولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے بلکہ شام کو کھانا بھی نہ کھایا۔ بوقت شب دو بلوگوں سے استعارہ کر دیا اور آپ بھی اسی گھر میں سو گئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں۔ تین آدمی دور سے دھوٹی باندھے ہوئے آیا آتے معلوم ہوئے اور جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جواگے آگے آتا تھا اس نے دھوٹی کو کھول کر جبندگی طرح باندھ دیا۔ خواب میں ہی غیب سے یہ آواز آتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی کی سخت دور ہو گئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص حق ایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

مہ افق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی معہ ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا۔ استعارہ کنندگان نے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص سب علم ہے اور وہ سر شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا

فتی احمد جان نے مولوی شاہ دین و عبد القادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صندر جنگ صاحب کے تھا بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے۔ اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر سے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا اگرچہ اہل مجلس کو سیرایمان کہنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب و درخش ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے۔ فتی احمد جان بولا کہ میں تو پہلے کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حد کرے گا۔ راقم المحروف نے مولوی عبداللہ صاحب کو جندہ ختم ہونے کے بعد کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلاتامل کسی حق میں زبان طعن کو کھلی مناسب نہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے لئے اس موقع پر سرزد کر لیا ہے خالی ازاہام نہیں۔

اس روز مولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے بلکہ شام کو کھانا بھی نہ کھایا۔ بوقت شب دو بلوگوں سے استعارہ کر دیا اور آپ بھی اسی گھر میں سو گئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں۔ تین آدمی دور سے دھوٹی باندھے ہوئے آیا آتے معلوم ہوئے اور جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جواگے آگے آتا تھا اس نے دھوٹی کو کھول کر جبندگی طرح باندھ دیا۔ خواب میں ہی غیب سے یہ آواز آتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی کی سخت دور ہو گئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص حق ایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

مہ افق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی معہ ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا۔ استعارہ کنندگان نے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص سب علم ہے اور وہ سر شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا

”اشاعت السنہ“ میں یو یو اور ذرواد مضامین تحریر فرما رہے تھے۔

دوسری طرف برعز خوش رو قادیانیت میں اولیت کے مجموعے دار علمائے دیوبند کے مہلوی رشید احمد گنگوہی ۱۸۸۳ء میں مرزا قادیانی کو مرد صالح کے لقب سے نوازا رہے ہیں نیز موجودہ علمائے دیوبند میں سے مولوی اللہ دسایا ”احساب قادیانیت“ میں رقمطراز ہیں کہ: ”مرزا غلام احمد قادیانی نے فتنے سے قبل از وقت نورایمانی سے اکابر دیوبند کو اللہ رب اعز نے اس فتنے کے خلاف متوجہ فرمادیا۔“

اہل حق و تحقیق پر مذکورہ دعویٰ کی حقیقت چندان مخفی نہیں جیسا کہ ہماری مندرجہ ذیل تحریر سے مدعی مذکور کے دعوے اور ان کے مددگار علمائے دیوبند کے ”نورایمانی“ کی حقیقت قارئین پر واضح و روشن ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

علمائے لدھیانہ اور رشید احمد گنگوہی کی تحریری گفتگو جو قادیانی کا رویہ میں موجود ہے پیش خدمت ہے۔

تحریر و تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی

بعد الحمد والصلوة اہل اسلام کو معلوم ہو کہ کفر جاہل اور نالہ مرزا غلام احمد قادیانی محمد کو جتنی سبک دیا کرتے ہیں اور عوام کو بہکا کر بے ایمان بناتے ہیں لہذا اس کے کافر اور مرتد ہونے کا حال بطور اختصار تحریر میں لایا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر ۱۳۰۰ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی ۱۸۰۰ھ ہادی احمد جان معہ عیدان مولوی محمد حسن مداح گروہ اور مولوی شاہ دین اور عبد القادر اور مولوی نور محمد جتیمہ درہرہ دھنی وغیرہ مع اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے لاہر بکسر باغی۔

۱۔ احساب قادیانیت ج: ۱ ص: ۲۳۹

۲۔ بعد میں رفیعہ سب نے مرزا قادیانی کے گمراہی نے اپنا اتفاق کیا۔ فہ عبد القادری اس چاہ صلاحات میں فخر رہا۔

نسطان اخرس سے نہیں کر سکا۔ لہذا یہ عرض ہے کہ میرے خدشات کے جوابات تحریر فرمادیں یا موبہ نظر الہی مافال ولا تنظر الہی من فالہ خدشات مذکورہ الذیل کو مقالات حق قرار دے۔ ﴿زینا افصح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر القائلین﴾۔

﴿قال سے مراد شہید گنگوہی اور اقوال سے مراد مولانا محمد علی قادیانی ہیں﴾۔

سال (گنگوہی): اگرچہ بعض اقوال میں درباری الراسے خدشہ ہوتا ہے مگر قہوڑی سی تاویل اس سے ممکن ہے لہذا آپ جیسے اہل علم سے بہت تعجب ہوا کہ آپ نے ایسے امر بتا کر معافی کو غنیمت قرار کا حکم فرمایا اگر تاویل قلیل فرما کر اس کو خارج اسلام سے نہ کرتے تو کیا حرج تھا؟

الہ (مولانا لدھیانوی): توقف کرنا علماء اسے مقام میں عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے کیونکہ اہل فہم نام تک نہیں جانتے۔ دیکھئے علماء اہل شرع نے اسی جہت سے منظور کو مرفاؤ والا رد اسے بالہ نہیں صادرہ ایچو قابل تاویل نہ ہو لہذا آپ جیسے اہل فضل نے تعجب ہوا کہ جو کلمات صرف میں ان کی تاویلات کے درپے ہوئے۔ بے دریدہ و راستہ اس کو صالح مسلمان قرار دے کر مہر میں ڈال دیا۔ دیکھئے صاحب طریقہ محمدیہ علیہ السلام کیا لکھتے ہیں:

بعض المصنوفۃ فی زماننا اذا انکرو بعض امورہم المخالف للشرع معہ الذلک فی العلم الظاہر وانا اصحاب العلم الباطن وانہ حلال وانکم من الکتاب وانا ناخذ من صاحبہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فاذا اشکل سلنہ استعینا ہا فان حصل فناعنہ فیہا والا واجعنا الی اللہ تعالیٰ فنناخذ منہ الذلک من الفوہمات کلہ الحاد وضلال وازواء للشریعة المحتیقہ وعدم

امداد علیہا العباد باللہ تعالیٰ من الذلک فالواجب علی کل من سمع مثل ہذہ

والی سبیلہ اقول یہ ہے کہ ہمارے نزدیک عقائد مذکورہ ہا جائزہ اور ہم خدا تعالیٰ

الا فاول الباطلہ الا نکار علی قاللہ والجزم بطلان مقالہ بلاشک ولا ترد والافوف ولا تلبث والا فہو من جملہم بحکم علیہ بالتردۃ

قال (گنگوہی): تکفیر مسلم امیر اہل نہیں کہ اس طرح ذرا سی بات پر جھٹ پٹ کا کفر کہہ دیا جادے۔ خیال فرمادیں کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کیا فرماتے ہیں مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان میں ہے "ثلث من اصل الایمان الکف عن قال لا الہ الا اللہ لانکفرہ بلذب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل" دوسری حدیث ہے کہ جو کوئی تکفیر مسلمان کی کرتا ہے تو اسے تکفیر میں دونوں میں سے ایک ٹھکا لیتا ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): ظاہر معنی اس حدیث کے اگرچہ آپ کے کلام کو مؤید ہیں لیکن وہ معنی ہرگز کسی محدث نے مروا نہیں لئے۔ رد نہ جو کفار موصوف ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت سے انکاری ہیں کافر نہ ہوئے اسی طرح جو لوگ مدعی اسلام اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر اور قبروں کو سجدہ کرنا اپنے اعتقاد میں درست جانتے ہیں کافر نہ ہوئے نیز جہاں خلیفہ اول کا سرکین زکوٰۃ پر یا اتفاق صاحب اسد التیم کو اٹھاتا ہے۔ غرض آیات اور احادیث اس کی تعلیم کو دور کرنے والی بکثرت ہیں۔ آپ کو یاد دلانا گویا لقمان کو حکمت سکھانا ہے سو مولانا صاحب اسلام ایسی شے ہے کہ ذرا سی بات میں انکار کرنے سے باقی نہیں رہتا جو شخص پر وہ الہام اور مجاہد میں ہیں تفسیروں سے بڑھ کر برملا دعویٰ کر رہا ہے اور صد ہا آیات قطعیات کو اس ضمن میں پس ڈال رہا ہے کیونکہ کافر نہ ہو۔

قال (گنگوہی): اور صاحب مذہب سے منقول ہے ﴿لانکفر احدا من اہل القبلة﴾ کہ جس کے باعث علماء نے تکفیر معتزلہ وغیرہ اہل ہوا سے اعتقاد کیا ہے اگرچہ ہنوات معتزلہ آپ کو معلوم ہیں کہ کس وجہ کے ہیں علی ہذا شیخ کی تکفیر میں اکثر کوتاہی ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ جب تک اہل قبلہ سے کوئی موجبات کفر ثابت نہ ہو تب تک اس کی تکفیر کرنی درست نہیں۔ خود صاحب مذہب اپنی کتاب فقہ اکبر میں

ابن حنیفہ و بعد من المرجبة وهو الفراء علی وقال بعد ذکر الفرق الضالة عند اختتام عفاوند اهل السنة والجماعة لا تکفر احد من اهل القبلة الا بما یبالی نفی الصانع القادر العالم او شرک او انکار النبوة او انکار ما علم مجتبه علیه الصلوة والسلام به ضرورة او انکار المجمع علیه کاستحلال المحرمات واما ما عداه فبالفائل به مبدع غیر کافر ولفظها فی معالمهم خلاف هو خارج عن فتننا هذا النهی ملخصاً

اب آپ نظر غور سے فرمائیے کہ ہم ان فرقہائے مذکورۃ الصدر کو صرف آپ کے معتقد ہو کر کافر نہ کہیں۔ یہ آپ ہی کا منصب ہے کہ جو اہل قبلہ قرآن کے نگار کا قائل نہ ہو اور وضو ہونے کا اوّل کتابہ کے کفر کا اور ابوطالب کی پیغمبری کا اور کتاب مجسم اپنے پرنازل ہونے کا اور ترک عبادت اور ارتکاب محرمات کو ضرر نہ سمجھنے کا قائل ہو اس کو مسلمان قرار دینا۔ کیونکہ کلمۃ نخرج من الفواہم

فال (گنگوہی): کون سا قول صاحب برائین کا ہے جو مستحقر اور رافضی کے کسی عقیدہ کے اور قول کے برابر بھی ہو اور تاویل تحت کی قبول نہ کر سکے کہ جس پر آپ نے ائمہ اذکامل کا قائل دے دیا۔

اقول (مولانا لدھیانوی): ﴿الارض والسماء معک کما هو معی خلفت لک لیلاً ونهاراً﴾ وغیرہ چند اقوال اس کے اس قبیل کے ہیں کہ تاویل تحت کی ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ نیز ورق دوم جلد ثالث کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے آیات قطعیات سے قطعی طور پر انکار ظاہر کیا ہے۔ البتہ اگر قرآن مطہ کی طرح دروازہ تاویلات کا کھولا جائے جیسا کہ شارح مواقف نے نقل کیا ہے۔ ﴿حیث قال تحت قول المصنف وناوہل الشرائع کقولہم الموضوع عبادة من مولاد الامام والنہم ہوا لاخذ من الثماؤن عند غیبة الامام الذی ہو الحجۃ والصلوة عبادة عن الناطق الذی ہو الرسول بدلیل قوله تعالیٰ الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر والاحتلام عن افشاء السر والغسل عن تجددہ

فرماتے ہیں﴾ لا تکفر مسلماً بلذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذالم یسنحلہا۔
ما ائلی تارخ شرح فتر اکبر میں فرماتے ہیں: ﴿ان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة والجماعة انه لا تکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر شیء من موجباتہ﴾ اسی واسطے اہل اسلام نے فرقہائے اہل ہوا کو جو ضروریات دین سے منکر ہیں برہا کافر کہا ہے۔ صاحب مواقف بعد نقل اقوال ہوا معتزلہ شیعہ خوارج وغیرہ کی تکفیر اور تحصیل ان کے اہل سنت جماعت سے بلا خلاف صاف صاف نقل کرتا ہے۔ ﴿فقال فی المسوائف ناقلاً عن بعض المعزلة الناس قادرون علی مثل القرآن واحسن نظاما وبلاعة ولا دلالة فی القرآن علی حلال وحرام وللعالم الہان فدیہ ومحدث هو المسیح الذی بحاسب الناس فی الآخرة والیہود والنصارى والمجوس والنزادقة بصیرون فی الآخرة تراباً لا یدخلون جنة ولا ناراً وعن بعض الشیعة انه کفر الصحابة بترك بیعة علی وکفر بترك طلب الحق وقال بالناسخ اللہ تعالیٰ جسم فی صورة الانسان بل رجل من نور علی نابع من نور کان روح اللہ فی آدم ثم فی شیت ثم فی الانبیاء ولا نعمة حتی النہت الی علی واولاده والثلاثة ثم الی عبد اللہ والائمة النبساء وابوطالب لہی ففرضوا اطاعته والجنة تعیم الدنیا والنار الامہا والدنیا لا یغنی واسنابوا المحرمات وترکوا الفرائض وعن بعد الخوارج کفر علی بالنحکم و ابن ملجم محق فی فتلہ وعن بعضهم اسبعت من المعجم کتاب ینکب فی السماء وینزل علیہ جملة واحذف عن بعض المرجبة الایمان هو المعروفة بالثہ ورسولہ وبما جاء من عند اللہ اجمالاً لا تفصیلاً فد فرض اللہ الحج ولا ادری ابن النکبة ولعلہا بغیر مکة وبعث محمد ولا ادری اهو الذی بالمدينة ام غیرہ وحرم الخنزیر ولا ادری اهو هذه الشاة ام غیرہا وعسان کان یحکیم عن

العهد والزكوة تركية النفس والكعبة النبي والباب على الى غير ذلك من خوافاتهم انهي ^١تو کوئی کہ کسی اہل ردت کا کفر یا گناہ بھی نہیں ہو سکتا گا۔

قال (گنگوہی): مولانا بلکہ اس کے معتقدین کو بھی کافر کہہ دیا اگرچہ وہ لوگ فقط تائید مذہب اسلام کے معتقد ہیں۔

اقول (مولانا لدھیانوی): ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ کلمات کفریہ نقل کرنے کے اعدان کے قائل اور معتقدین کو کافر کہنے سے مراد ایسی کہ اس کو مذہب اسلام سمجھتے ہیں اور اس کے ان کلمات پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھی کافر ہیں آپ جیسے، بلو، نے کمال بعید ہے۔

قال (گنگوہی): مولانا اس صورت میں آپ کی تکفیر سے شاید کوئی اولین آخرین لوگ نجات نہ پائیں جب علماء متکلمین تکفیر معتزل کی نہیں کرتے اور خلق ان کی معتقد ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): تحقیق بالقدم سے صاف ظاہر ہے کہ علماء متکلمین تکفیر فقہاء مبالغہ کی کہ جو ضروریات دین سے منکر ہیں برابر کرتے چلے آئے ہیں اور کر رہے ہیں صرف آپ کے نزدیک فقہاء مقدمہ الذکر سب کے سب دائر اسلام سے خارج نہیں۔

قال (گنگوہی): مولانا علماء متکلمین نے ان کلمات کفریہ میں جو اہل فتویٰ نے کفریہ نقل کیے ہیں بھی تامل در باب تکفیر کیا ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): بلکہ محققین نے تکفیر کو یا یہ تحقیق پر پہنچا کر غیر متقن کو تامل کا حکم فرمایا دیکھئے محقق روانی شرح عقائد جلالت میں کیا لکھتے ہیں ^٢حیث قال لا یکفر احد من اهل القبلة الا بما علم فيه نفی الصانع القادر المختار اوشوک اوابکار النبوة اوانکار ما علم محسبى محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} بالبد ضرورة اوانکار امر مجمع عليه قطعها فان قلت نحن نرى الفقهاء يكفرون بكلمات ليس فيها شيء من الامور التي عدها المصنف من موجبات الكفر كما ذكروا في باب الرد انه لا قال حشمت انى اذن الله في الدنيا

بكلمنى شفاه كفر قلت حكمهم بالردة في الكلمات مبني على انه يفهم منه احد الامور المذكورة والظاهر ان التكفير في المسئلة المذكورة بناء على دعوى المكالمة فانها منصب النبوة بل اعلى مراتبها وفيه مخالفة ما هو من ضرورات الدين وهو انه ^٣لا ينصب خاتم النبیین عليه وعليهم افضل صلوة المصلين وفس عليه البوافي من الكلمات ونامل فيها لبطهر لك اشعارها باحد الامور التي فصلها المصنف غفر ذلوه ^٤

حاصل ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی فقہاء پر یہ اعتراض کرے کہ بعض کلمات کفریہ جو فتاویٰ میں درج ہیں کوئی دوسرے کی میں ان میں جو علماء متکلمین نے لکھی ہے پائی نہیں جاتی جیسا کہ لکھا ہے کہ جو شخص کہے کہ میں نے خدا کو ظاہر دنیا میں دیکھا ہے اور میں نے اس سے کلام کیا ہے کافر ہو جاتا ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟ محقق روانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ تصور تہاری سمجھ کا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا دنیا میں رو بہ رو کو دعویٰ کرنا اعلیٰ درجہ بیفہمی کا دعویٰ ہے جس سے آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا خاتم النبیین ہونا جو نص قرآن سے ثابت ہے باطل ہوتا ہے اسی طرح باقی کلمات کا حال ہے۔

قال (گنگوہی): مولانا ^٥روى الطحاوى عن اصحابنا لا يخرج الرجل من الايمان الا جهودنا ادخله فيه ثم ما ينقن انه ردة بحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها ^٦

اقول (مولانا لدھیانوی): اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کلمہ سے معافی میں تردد پیدا ہو یعنی مفتی کو یہ معلوم نہ ہو کہ قائل کی کیا مراد ہے ایسے مقام میں فتویٰ کفر کا دینا درست نہیں لیکن جو کلمہ اوپر مراد قائل کے حکم ہو وہ ہرگز مبالغہ نہیں ہو سکتا آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ ^٧جو مبالغہ ارسنلک الا رحمة للعالمین ^٨ حضرت کی شان میں حکم ہے تو قادیانی باصدق علیہ اس آیت کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کا یہ ^٩بناوئل کا یہ ظاہر کیا جائے تو آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی حاشیت تو درکنار برستی

ہت کا ثبوت دینا اہل اسلام کو مستحضر بلکہ محال ہو جائے گا۔

قال (گنگوہی): مولانا سوا دامت کا اتفاق ہر طرف وہی والہام ہے۔ صاحب قاسم وہی کا
برہام سے کرتا ہے اور بیضی وغیرہ نے "واو حینا الی ام موسیٰ" کی تفسیر میں الہمنا فرمایا ہے۔
القول: (مولانا لدھیانوی): اصل عبارت کو آپ نے نقل نہیں کیا وہ یہ ہے کہ سوا د عظم علماء کے
ا ہام ہر طرف وہی قرار دینے میں متفق ہے سواس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے الہام ہر طرفی کو بقتبار
اصطلاح عام مرادف قرار دیا ہے چنانچہ خود اس نے اسی مقام میں صراحت لکھا ہے اور کس سے سن لیا ہے
"علا الہام کی کتب وین میں وہی معنی کرنے چاہئیں جو کتب میں مندرج ہیں جبکہ یہ ہر امر طالع
سے مستفاد غزالی کیا فرماتے ہیں: ﴿قال فی الاحیاء لم الواقع فی القلب بغیر حیلۃ بنفسم
الی مالا یدری انه کیف حصل والی ما یطلع علی السبب الذی منه استفاد ذلک العلم
وہم مستأذنة الملک الملقی فی القلب والاول سمی الہاما والثانی وحیا یخص بہ
الاسماء ولا ول یخص بالاولیاء والاصفیاء﴾

صاحب قاسم نے وہی کا ترجمہ صرف الہام سے نہیں کیا بلکہ الہام کو سک معانی وہی میں منسلک
کیا ہے۔ ﴿وحت قال الوحی الاشارة والکتاب والمکتاب والوسالة والالہام والکلام
الملقی﴾ اگر اسی کا نام ہر طرف ہے تو اشارہ اور کتابت وغیرہ بھی مثل الہام کے مرادف ہوتے۔ ﴿ان
هذا الاعجاب﴾ اور بیضی وغیرہ کا ﴿واو حینا الی موسیٰ﴾ کی تفسیر میں الہمنا بیان کرنا دال اور
لاد نہیں بلکہ اس امر پر دال ہے کہ اس مقام میں وہی اپنے معنی متعارف میں مستعمل نہیں ہو سکتے
صاحب بیضی وہی متعارف کو مقابل الہام کے آیت ﴿وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا
وحیا﴾ کی تفسیر میں قرار دیتا ہے ﴿وحت قال فیل المراد بہ الالہام والالقاء او الوحی المنزل
بہ الملک﴾

قال (گنگوہی): ایک عجیب بات ہے کہ آدم، اہل بیت، پھول پھل لگا کر مختلف کفریہ

بنائی جاوے۔

القول (مولانا لدھیانوی): مقدمات مسلمہ محکم سے نتیجہ نکالنے کا نام تو پھول پھل لگانا ہرگز
نہیں ہو سکتا اور نہ دلائل الزامیہ کے قیاسات کو تفسیر سمجھنا چاہیے۔ ﴿وہو کما نوئ﴾ الہت جو شخص
اصل عبارت کو چھوڑ کر اور اس کی تائید میں نقل غیر نام لاکر غلط کو تکلف صحیح بنا رہا ہے بڑی جاہلشانی
سے ذوال نقل کو بجائے اصل پھول پھول لگا رہا ہے۔

قال (گنگوہی): الہام کو قطعی کہنا قطعیت اس کی کے یہ معنی ہیں کہ ہم کے نزدیک جو بہت
صاف الہام ہوتا ہے قطعی ہوتا ہے نہ دیگر قطع کے نزدیک خلاف وہی۔

القول (مولانا لدھیانوی): اصل عبارت صاحب کتاب کی یہ ہے اگر آپ کہیں کہ الہام
اولیاء کا علم قطعی کا موجب نہیں تو یہ قول آپ کا صرف ایک وسوسہ ہے نقل بیان الہامات مسنونہ کے
قطعیت کو ثابت کرنا اور اپنے الہامات میں ﴿فہا کتب لیطیع و البرسل فی الارض اور انی
راض منک﴾ اور ﴿فانی قد غفرت لک﴾ کا بیان کرنا صاف دال ہے اس امر پر کہ اپنے
الہامات کی قطعیت پر بہت جمع خلق اور حتی ہونا اپنا قطعی پر بر ملا ثابت کر رہا ہے بلکہ ایک مقام میں
اس شخص نے اس مضمون کو تشریح بیان کیا ہے ﴿وہو هذا﴾ اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ جوامر
بذریعہ الہام الہی کسی پر نازل ہووہ اس کے لیے اور ہر ایک کے لیے واجب التعمیل ہے۔ اب آپ کی
اصطلاحات پر تفسیر ﴿کیف بصلح العطار ما افسدہ الدھر﴾ کا صادق آ رہا ہے۔ امام ربانی
مجدد الف جانی برکتوبات و صمدونہم جلد اول میں فرماید در رسالہ مہدء و معاد چند فقرہ نوشتہ است
در بیان فضیلت انبیاء ولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ والتسلیمات علیہم معنی فضیلت ایشان را بعض دیگر
وچوں جناء آن بر کشف والہام است کہ قطعی است ازان روشن و فقرہ نمودن و فضل نام
و مستغفر است چہ در ان باب بحث کردن جز بہ دلیل قطعی جائز نیست ﴿استغفر اللہ انوب الی اللہ
من جمیع ما کدرہ اللہ قول و فعلا﴾ در کتب تاجہل و بیک فرق و رسیان این در علوم است کہ

سنت و درالہام عن زیر کہ دینی توسط ملک است و ملائکہ معصوم اند۔ احتمال خطا درایشان والہام اگرچہ مثل عالی دارودان قلب است و قلب از عالم امر است اما قلب را با عقل و نفس مخلو ل است نفس ہر چند بزرگہ مطہر نہ گشتہ است۔

ہر چند کہ مطہرہ گردد ہرگز صفات خود نہ گردد

قال (گنگوہی): ﴿یا احمد بنم اسمک ولا بنم اسمی تمامی﴾ کے معنی وہا لئے جویں تو اس تاویل میں کیا حرج ہے۔ دوسرے معنی لے کر کیوں تکفیر کی جائے کہ خدا کا نام کو نام تمام لکھا اور اپنے نام کو تمام بنایا کیوں یہ معنی مقرر کرتے ﴿علیٰ ہذا القیاس﴾ سب واسطے کہتا ہے کہ کو ظلال کلمات انبیاء بیکھر۔

اقول (مولانا لدھیانوی): دوسرے معنی اس واسطے لئے جاتے ہیں کہ یہ مقام در باب مدح لے ہے نہ در باب عظمت ہم اور نیز آیت ﴿یتیم نعمتہ علیک وبہدبک صراطا مستقیما﴾ پر تقدیر فرض علاقہ اصلیت و ظہیت دوسرے معنوں کو بید ہے۔ نیز اس شخص نے اس مقام میں خود بھی حق دوسرے کے ہیں دیکھتے جلد چہارم صفحہ ۱۵۷ پر صریحاً عنک ربک و بنم اسمک ﴿خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کرے گا۔ اب آپ انصاف فرمایں کہ ہم باوجود ہم اور علم کے معنی مدح و صریح کو کس طرح پس پشت ڈال کر معنی اول اختیار کریں یا اگر صاحب براہین آیات ﴿واللہ لشد اوسلنا الی امم من قبلک﴾ و ما رمیت اذا رمیت ولكن اللہ رمیٰ ﴿وما اوسلناک الا رحمۃ اللعلمین اور سورۃ انا اعطیناک الکونین فصل لربک والنحر﴾ وغیرہ کا ترجمہ حسب واقعہ کرتا معنی ﴿مصدق علیہ﴾ ان آیات کا انفسرت علیہ کو ظہر تا اور ان کے القاء اور الہام کا بطور فال بشکون یکہ بخت و ظہیت کی تاویل اپنے واقعہ پر ہوتی۔ اس شخص نے تو ہر آیت کے ترجمہ میں بالذات اپنے آپ کو مصدق علیہ ظہر لیا ہے۔ اگر ان تمام ظہیت نے اگر کوئی نہ کر اسلام شاعت ﴿لہذا ہم اللہ نوبع ملکہ ابوہم﴾ خاتم النین

کے کمالات کو ظلال انبیاء مابقی قرار دے کر ان کا نبوت کی دلیل پیش کرے تو بھرا آپ کیا جواب دے گا۔ شاید اگر آپ یہ جواب دیں کہ بعض کمالات بغیر آخر از لہا ان کے اس قبیل کے ہیں کہ انبیاء ماسبق میں موجود نہیں تو پھر علی تقدیر التسلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کے پاس کمالات بھی اسی قسم کے ہیں کہ وہ انبیاء ماسبق اور خاتم النبیین میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ گنگوہی نے فارسی عربی و ہندی زبان میں الہامات کا نازل ہونا اور انہما لا راض والسماء معک کما هو معی و خلقت لک لیلا و نهارا ﴿﴾

قال (گنگوہی): مولانا بندہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صاحب اور سب لوگ ان کے ان مقالات کو حق تصور کرو یا ان کو ایسا ہی اعتقاد رکھو جیسا وہ کہتے ہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سب افتراء کیا ہے یا ان کو یہ امور بطور افتاء شیطانی پیش آئے ہوں یا حدیث انفس کی قسم کے خطرات ہوں یا واقعی الہامات من اللہ تعالیٰ ہوں۔ مگر اس میں ان کی خلیہ اور ہوس کا اشتباہ ہو گیا ہو یا اشتباہ ظاہری ہو اگر ان کی تاویلات کچھ اور ہوں یا حق ہوں اور اس کے معنی درست اور صحیح ہوں کہ جس سے کوئی امر غیر مشروع مراد نہیں مگر ہر حال تکفیر کسی وجہ اور شق پر جائز نہیں اگر افتاء شیطانی ہی ہووے تاہم اس وقت تک کوئی وجہ ارتداد اور تکفیر کی نہیں پیدا ہو سکتی۔

اقول (مولانا لدھیانوی): اگر آپ کا یہ مطلب نہیں تھا تو آپ ولوی عبدالقادر و شاہ دین اپنے مریدوں کو کتاب براہین کی تردید سے کیوں مانع نہ آئے اور جو آپ نے احتمالات متہ مقالات اس کے بیان فرمائے ہیں اگرچہ فی حد ذاتہ محتمل ہیں لیکن جب آپ نے اس کی دلالت سے انکار ظاہر کیا تو احتمالات ثلاثہ اخیر جو افتاء الہامات سے ہیں ہرگز اس مقام میں جاری نہیں ہو سکتے۔ احتمال اول واقعی تصور کیا جائے تو صاحب مقالات کے کفر پر آیت ﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً و قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء﴾ بیکرا مکمل دلالت کرتی ہے۔ باقی احتمال ثانی و ثالث اگرچہ فی حد ذاتہ محتمل ہوں تبسقی و تعلیل نہیں ہیں لیکن افتاء شیطانی اور شہوات نفسانی کو قطعیات رحمانی قرار دینا کفر صریح اور ارتداد قبیح ہے ہر حال کلیہ آپ کا تکفیر اس کی کسی وجہ اور شک

میں جو یہ کے مقام سے بھی گرجا۔

قال (گنگوہی): اور فرمانا کہ دعویٰ اس کا انبیاء سے بڑھ کر ہے اس عاجز کی فہم میں نہیں آتا۔
قول (مولانا لدھیانوی): دعوٰی الاارض والسماء معک کما هو معی ﴿۱﴾ کا
بڑھ کر نہیں تو کوئی آیت اس مضمون کی جو کسی پیغمبر کی شان میں نازل ہوئی ہو پیش کریں۔
قال (گنگوہی): مولانا! کسی مسلمان کی تکذیر کر کے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذہ اخروی
افت نادانی و حماقت ہے۔

قول (مولانا لدھیانوی): اسی طرح جو شخص اہل قبلہ ہیہ کو ضروریات دینی سے انکار کا باہر
ہے، اور اہل کفر یہ زبان پر لائے اس کی تکذیر و تکفیر سے اعراض کر کے مسلمان قرار
ہے۔ اپنے پر بار جہالت و خلافت لینا سخت حماقت ہے۔ اسی جہت سے علماء و شریعت قدیم الایام
کی طریقہ پر چلے آتے ہیں کہ جب کسی شخص سے کوئی کلمہ خلاف شریعت سرزد ہوا، اسی وقت تکذیر
کے لوگوں کو متنبہ کر دیا کرتے ہیں کیونکہ اس توقف اور سکوت میں اہل اسلام کے عقائد کو
مستحکم رہتا ہے۔ دیکھئے منصور کو کلام وقت نے باوجود غلبہ حال کے مرواؤ الا اگر اسی کا نام نادانی
بانت ہے تو اہل علماء امت آپ کے فرمان کے مطابق سخت نادان و احمق ہوتے۔ اب زمانہ
احباب کل ذی رانی برانہ ولعن آخر الامۃ اولہا ﴿۲﴾ کا جو جب فرمان واجب الافعال
مستحکم ہے آگے۔

قال (گنگوہی): یہ بندہ جیسا اس بزرگ کو کافر فاسق نہیں کہتا ان کو کچھ دعویٰ بھی نہیں کہہ سکتا
تو مسلمان بھٹتا ہوں۔

القول (مولانا لدھیانوی): جب آپ اپنی تحقیق و تقدم میں اس پر مغتری ہونے کا احتمال
ہاں ہے تو اب آپ اس کو صالح مسلمان کی طرح قرا دیتے ہیں۔ اگر لفظ بعض احتمال یہ
مسلمان فرماتے ہیں تو لفظ بعض آخر کفار اور مجرمانہ روی سے مسلم لائے ہیں آپ کو کیا قرار ہے۔

قال (گنگوہی): اور ان کے ان کلمات کو اگر کوئی پہچانتا ہو تو اس سے اعراض
و سکوت ہے فقط والسلام۔

القول: (مولانا لدھیانوی) جو تاویلات آپ بیان کر چکے ہیں ان پر جو خود ثبات میرے ذہن
ناقص میں آئے عرض کر چکا ہوں اگر کوئی اور تاویل آپ کے ذہن میں ہے اس کو تو فرمادیں۔ واضح
رہے کہ مقالات اس شخص کے قابل تاویل ہیں کہ جس شخص کی ولایت میں شک نہ ہو اور دنیا
داروں سے از بس متفر ہو۔ البتہ ایسے شخص سے اگر کوئی کلمہ اہیاناً غلبہ حال میں خلاف شرع صادر ہو تو
اس کی تاویل کے درپے ہونا یا اس کو معذور سمجھ کر سکوت کرنا اہل تصوف نے اختیار کیا ہے اور تقلید ان
کلمات کی اہل تصوف کے نزدیک بھی گرجا جائز نہیں۔ امام ربانی تاج العارفین علیہ الرحمہ جلد اول
مکتوبات بست و سوم میں فرماتے ہیں: ﴿وما وقع من بعض المشايخ في السكر من مدح
الكفر فمصروف عن الظاهر وانهم معذورون وغير السكارى غير معذور في
تفليدهم لا عندهم ولا عند اهل الشرع﴾ در مکتوبات جلد دوم نوشتہ ہووند کہ شیخ عبدالحکیم
یحییٰ گفتہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم بغیب نیست مخدوم! فقیر را تاب استماع امثال این سخنان
ہرگز نیست بے اختیار درگ فایزہ و در حرکت کی آید و فرست تاویل و توجیہ آن مفید ہوا فائل آن شیخ کبیر
یعنی باشند یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی و دکار راست نہ کلام نجی الدین عربی و صدرالدین قونوی
و عبد الرزاق کاشی مارا بنس کاراست نہ مضطرب فتوحات مدینہ از فتوحات مکہ مستغنی ساختہ است حق
تعالیٰ در کلام مجید خود را بعلم غیب خودی ستا بدلی علم غیب کروں و از سبب بسیار سنج و مستکرہ است و فی
الحقیقت تکذیب است بحق سبحانہ و غیب را معنی دیگر گفتن از شاعت نمی برآورد و کبرت کلمہ
تخرج من افواهہم فی البیت شعری ما حملہم علی الشوہ بامثال هذه الکلمات
المرتبحة فی خلاف الشرعہ ﴿۱﴾ منصور اگر ان حق گوید و بطریق بھانی معذور نہ و مغلوب
در غلبات احوال اماں قسم کلام حق براحوال نیست تعلق بعلم و مستند بتاویل است عبد الرانی شاید و بیچ

تالیے دریں مقام مقبول نیست (طہان کام السکاوی یحتمل ویصرف عن الظاہ و لاخیر) و اگر حکم میں کام مقصود و از اظہار میں کام ملامت غلط داشتہ باشد و قدرت نہ ہوا آن نیز مستکرہ است و سخن از ہر اے تحصیل ملامت را ہا بسیار است بچہ ضرورت کسی را تا ہر حد کفر رساند۔

پس جب اہل تصوف غیر مغلوب الحال صوفی کے کلمات پر یہ تشدد فرما رہے ہیں تو علماء شرع ایسے شخص کے مقالات پر جو اہل کفر اور اہل فحش کی تعریف بسبب نفع دنیاوی اس قدر کر رہا ہے کہ ان کو اپنا مخدوم اور سید اور حضرت قرار دے رہا ہے اور جو اہل اسلام اس کی کتاب کے خریدنے سے اعراض کرتے ہیں ان کی مذمت اخبار نویسوں کی طرح اپنی کتاب میں کر رہا ہے کیونکہ تشدد نہ کریں۔ آپ کی تحقیق متشقی اس امر کی ہے کہ امام بنجر بھی معاذ اللہ صالح بلکہ صالح مسلمان قرار دیا جائے کیونکہ بغوات اس کی عقلی طور پر ہیں یعنی وہ اس شخص کی طرح اللہ تعالیٰ پر بافترا نہیں کرتا کہ میرے پیر کلمات اللہ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ بہر حال اس کو صالح مسلمان قرار دینا اور اس کی کتاب کی ترویج سے مانع نہ آنا آپ کا گویا عوام اہل اسلام کے واسطے جو تاویل کا نام تک نہیں جانتے آپ نے گمراہ کرنے کا سامان محقق طور پر از سر نو پیش کیا ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ و ﴿مُحَمَّدٌ﴾ دیکھتے صاحب در مختار نے مطابح کلمات ابن عربی سے کس قدر تہدید نقل کی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حضرت احدیت میں ہم لوگ مسکین مصنوعی پیغمبر و جال اور جناب گردہ اولین میں شمار کئے جاویں گے ﴿وَاللّٰہُ اعْلَمُ﴾

و علمہ انم

فیظ دار السلام رقیہ محمد لہ عیانی و عبد اللہ و اسمعیل غنی عنہم



دارالافتاء

مسلم عورت سے قادیانی کے نکاح کا حکم

استفتاء

- ﴿ما قولکم ایہا العلماء الکرام﴾ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مہدی مسیح موعود بنیفر اور صاحب وحی و الہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔
- چہ شکل جانی اس (مرزائی) کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟
- چہ صورت ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے (کیا) ان کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے نکاح کر لیں۔ ﴿ہینوا آجرکم علی اللہ نعلی﴾

ماثل

مولانا مولوی احمد مفتاح میرٹھی

۸ نہایت المقسم ۱۳۳۸ھ

الجواب

- ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ﴾ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جوقائیل (وودہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگر کسی کو ایسا جانی کے لیے ماننے غفل اللہ نعلی ﴿ولکن رسول وخاتم

بِزْمِ اطفال

☆ سلسلہ کراؤب نے نبوت کی جھوٹی دعویٰ اور عورت سے نکاح کیاس کا کیا نام تھا؟

● بَاحِ بَیْتِ الخَارِجِ نہ تھا تھا

☆ بَاحِ جِجی گئی عورت تھی؟

● بَاحِ جِجی کا فائدہ اتنی تعلق بنی شک سے تھا اور یہ سادہ سی بات تھی۔ بَاحِ بَیْتِ الخَارِجِ جسین دیکھ کر بائیس ہانے کے نشین تیس بائیس۔ اسی بے پوشاری کے سبب وہ بہت جلد لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا گئی۔

☆ کیا سلسلہ بوز بَاحِ دونوں جھوٹوں کا مقابلہ بھی ہوا؟

● ہاں! بَاحِ سلسلہ سے بچ کر نہ کے لیے جب بنی عین کی طرح روافد ہوئی تو سب سب کو اس کا علم ہو گیا۔ سلسلہ نے پوشاری سے کام لیتے ہوئے سے تحائف اور خیر رکھائی کا پیغام بھیجے ہوئے ملاقات کی درخواست کیا کری۔

☆ اس ملاقات کا کیا انجام ہوا؟

● اس ملاقات میں سلسلہ نے بَاحِ کے دل و دماغ پر قابو پا لیا اور انہوں نے انہوں میں بَاحِ کی کرے ہوئے خود ساختہ نبوت کو اپنی بات میں لیا۔

☆ کیا اس بَاحِ کی عین کوئی حق سمجھ بھی ضرور ہوا؟

● سلسلہ نے اس بَاحِ کی خفیہ شے میں سے بَاحِ کے کہیں کا دیکھ کر اور معنی کی فراز میں معاف کر دی۔

بَاحِ جِجی حضرت علامہ محمد امجد علی دہلوی

(۱)

بَاحِ جِجی حضرت عتیق الیاز خان دہلوی

کی قائم کردہ بَاحِ بَیْتِ الخَارِجِ نبوت پر مشتمل

فَدَا لَیَالِیَہِ بَیْتِ الخَارِجِ

اشاعت اسلام خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے لیے میدان عمل میں ہے۔ 1973ء میں قرآن

مکمل فدا لَیَالِیَہِ نبوت کی 1995ء میں تحریک فدا لَیَالِیَہِ نبوت کے نام سے شہر ہوا کی

2000ء میں تحریک فدا لَیَالِیَہِ نبوت اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو ختم کر کے جوڑا۔

فدا لَیَالِیَہِ نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

اس وقت فدا لَیَالِیَہِ نبوت پاکستان کے کرکریاں میر شیخ الحدیث حضرت علامہ سائمان

سودی اور مرکزی ہاؤس خلیفہ پاکستان حضرت مولانا خان میر قادری ہیں۔ ان حضرات

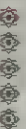
ہاں اور تحریک نبوت نے فدا لَیَالِیَہِ نبوت کو ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بہت جلد

سائنس کی ضرورت اور ان کے تمام ہتھیار ہیں۔

فدا لَیَالِیَہِ نبوت کے جملہ جہیز اور ان کی جانب سے تمام مشق کو اس لافانی مشق

تھی۔ نبوت کے لیے کیا نہیں اور اس سائنس کی جہیز وہاں کی نبوت کے ساتھ جہیز نبوت ہاں

آپا خیرا ان مالکین کی بارگاہ قدس میں ضرور ہو جائیں۔



خوش خبری العاقب

تا بقدر روزگار امام المومنین قائد حریت قائد تحریک آزادی

حضرت فضل حق خیر آبادی

(۱۷۹۷ء.....۱۸۲۸ء)

کی حیات و خدمات

کو

خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جلد ایک

تاریخی نمبر

شائع کر رہا ہے۔